رسالت و بشریت

فضائل و مناقب (نبویؐ) کا مرقع آپ ملاحظہ کر چکے (سیرتِ نبویؐ قرآنی کتاب میں) اور بھی رسولؐ کی جلالت قدر کے جلوے نظر سے گذرتے رہیں گے لیکن قرآن مجید جیسی جامع مانع اور کل مکتفی کتاب کو دوسرے سرے کی طرف سے بھی پوری احتیاط رکھنی لازمی تھی۔ پیمبروں اور ہادیوں کی شخصیتوں پر دنیا کی تاریخ میں برابر یہ ظلم عظیم ہوتا رہا ہے کہ جہاں ایک طرف منکروں اور معاندوں نے ان کے کمالات کی طرف سے یکسر اپنی آنکھیں بند کرلیں اور تکذیب و انکار کو اپنا شعار بنا لیا وہیں دوسری طرف ماننے والوں نے بھی عقیدت میں وہ غلو کیا کہ ایلچی کو بادشاہ اور بندہ کو خدائی ہی کے تخت پر بیٹھا کر دم لیا۔ بندہ کو بندہ رہنے ہی نہ دیا۔ اور حلول، اتحاد، تثلیث، ابنیت، عینیت وغیرہ طرح طرح کے عقیدے گڑھ کر رسالت کے ڈانڈے الوہیت سے جاملائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال تو کھلی ہوئی موجود ہی ہے۔ ہندوستان کے جن بزرگوں کو اوتار کہہ کر مانا جاتا ہے عجب نہیں کہ ان کی بھی اصلی اور ابتدائی حیثیت پیمبر ہی کی ہو۔

قرآن مجید نے اس شدید گمراہی بلکہ کہنا چاہئے کہ گمراہیوں کی جڑ سے مسلمانوں کو بچانے کے بالواسطہ اور براہ راست دونوں طریقے پُر زور صورت میں اختیار کیے۔

مولانا عبدالماجدؒ دریا آبادی

(سیرت نبوی قرآنی کا چوتھا باب)

ہدیہ: ڈیڑھ روپیہ

۴ دسمبر ۱۹۸۱ء

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ و تشریح ——— حضرت مولانا احمد علی مدظلہٗ

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُیُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَی الْجَاھِلِیَّۃِ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے رخساروں پر ہاتھ مارے اور گریبان کو پھاڑا اور جاہلیت کے زمانہ کے بین کئے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

تشریح: یہ کافروں کی رسمیں ہیں جن سے بچنا لازم ہے۔ غم اور شدتِ رنج کے باعث آنکھوں سے آنسو بہہ جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ زبان پر سوائے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن یا کسی اور کلمۂ خیر کے اور کچھ نہ نکلنے پائے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَیْئًا وَّلَوْ اَنْ تَلْقٰی اَخَاکَ بِوَجْہٍ طَلِیْقٍ۔ (رواہ مسلم)

ابوذرؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیکی کا کوئی کام بھی حقیر نہ سمجھو۔ اگرچہ خندہ پیشانی سے بھائی کی ملاقات ہو۔

تشریح: طیبی (شارح مشکوٰۃ) نے کہا ہے۔ معروف ہر نیک کام کو کہتے ہیں خواہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہو یا لوگوں سے نیکی کرنا ہو۔ بال بچوں پر خرچ کرنا اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا بھی معروف ہے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ لوگوں کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملنا بھی معروف ہے۔ (مرقاۃ)

عَنْ سَھْلِ ابْنِ سَعْدٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: فِی الْجَنَّۃِ ثَمَانِیَۃُ اَبْوَابٍ مِنْھَا بَابٌ یُّسَمَّی الرَّیَّانَ لَا یَدْخُلُہٗ اِلَّا الصَّائِمُوْنَ۔ متفق علیہ

سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہشت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام ریان ہے اس سے فقط روزہ دار داخل ہوں گے۔

تشریح: قانونِ شریعت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح نیک اور بد اعمال کی قسمیں مختلف ہیں۔ اسی طرح ان کی سزا اور جزا کی بھی مختلف قسمیں ہیں اسی بناء پر روزہ داروں کے داخلے کے لئے جنت میں ایک دروازہ ہی الگ ہے جس کا نام ریّان ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِہٖ فَلَیْسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ۔ (رواہ البخاری)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ تعالےٰ کو اس کے بھوکے اور پیاسے رہنے کی کوئی قدر نہیں۔

تشریح: کیونکہ روزہ تو اصلاح اخلاق کے لئے رکھایا جاتا ہے جو شخص اس مقصد کو پورا کرنے کی طرف توجہ نہیں کرتا اس کے بھوکے اور پیاسے رہنے سے کیا فائدہ؟

تصحیح

۶ر نومبر کے پرچے میں فضائل صحابہؓ نامی کتاب کے ملنے کا پورا پتہ یہ ہے:۔ مکتبہ عثمانیہ، نور باوا، گلی نمبر ۱، گوجرانوالہ

ہفت روزہ
خُدّام الدّین
لاہور

۶ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ ÷ ۴ر دسمبر ۱۹۸۱ء
جلد ۲۷ ÷ شمارہ ۲۲

اس شمارہ میں

دفاتر: اندرون شیرانوالہ دروازہ لاہور، ۶۷۵۴۵
کراچی: پہلی چورنگی ناظم آباد

بدل اشتراک سالانہ ۶۰/- روپے ششماہی ۳۰/- روپے سہ ماہی ۱۵ روپے فی پرچہ ڈیڑھ روپے

پبلشر مولانا عبیداللہ انور پرنٹر [illegible] مطبع [illegible] لاہور

اہلِ علم سے

قوم کی بنیادی اور ٹھوس رہنمائی

آج کے اخبارات کی خبر ہے کہ جمعیۃ علمائے اسلام کی صفوں میں جو انتشار تھا ختم ہو گیا اور ایم۔آر۔ڈی جو گویا وجہ نزاع تھی اس سے لاتعلقی کا اعلان کر دیا گیا اور یہ اعلان ان حضرات کی طرف سے آیا جو اس پر مصر اور اس کے خواہاں تھے ——— اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ باہمی خلفشار ختم ہوا، اے کاش ایسا نہ ہوتا لیکن الحمد للہ کہ پھر سینہ چاکان چمن آپس میں رل گئے۔ خدا یہ ملنا مبارک کرے اور آئندہ ایسی شکل سے بچائے۔

اب جو مسئلہ ہمیں عرض کرنا ہے وہ یہ ہے کہ ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کی بہت باتیں ہو رہی ہیں اس پر گفتگو کا وقت نہیں کہ کہنے والوں کے عمل و کردار سے کیا مترشح ہو رہا ہے اس پر ہر صاحب نظر خود غور کر سکتا ہے ——— ہمیں کہنا یہ ہے کہ اہلِ علم کی ایسی ذمہ داریاں ہیں جن کی طرف ان کی توجہ فی الفور ازبس ضروری ہے اور لازم ہے کہ اس کے لئے ایسی سنجیدہ مخلصانہ اور ٹھوس سعی ہو کہ کسی کو آئندہ کوئی بات کہنے کا موقعہ نہ ملے۔

ایک زمانہ میں علماء کے باہمی اختلاف کا بڑا ہنگامہ تھا علماء نے ۲۲ نکات مرتب کر کے ان اختلافات کے پرچارکوں کے منہ پر زناٹے کا تھپڑ رسید کیا لیکن نیتیں بخیر نہ تھیں اس لئے یار لوگوں نے راہ فرار اختیار کرنے کے لئے مزید حیلے نکال لئے ملک کا سفر جاری رہا اور جن جن المناک حالات سے دوچار ہونے کے بعد ہم موجودہ موڑ پر پہنچے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں ——— بڑی مشکل کے بعد ۱۹۷۳ء میں وفاقی آئین بنا ہمیں تسلیم کرنا چاہئے کہ یہ ایک کارنامہ تھا اور اس میں متعدد ایسی دفعات تھیں جو حزب اختلاف کی سعی سے شامل ہوئیں۔ اے کاش انتظامی مشینری درست ہوتی تو ملک کا بڑا فائدہ ہوتا اور ہم سوئے منزل سفر شروع کر چکے ہوتے۔ بہرحال ایسا نہ ہوا۔ اب مارشل لاء ہے لیکن وہ آئین سلامت ہے خدا کرے سلامت رہے ورنہ نقصان ہوگا اور بہت زیادہ ——— موجودہ حکومت اسلامی نظام سے متعلق بہت کچھ کہہ رہی ہے لیکن ملک کا سیاسی ڈھانچہ کیا ہو، فلاں مسئلہ کیسے ہو فلاں کیسے ہو، ملک کے مختلف ادارے ان پر کام کر رہے ہیں تاکہ قرآن و سنت کے مطابق فیصلہ ہو ——— ظاہر ہے کہ اداروں کا معاملہ ایسا

رہی ہے ایک ایک بات پر سالہا سال گذر جاتے ہیں بلکہ اس سے زائد، اور پھر اسلام کو ٹکڑیوں کی شکل میں ریسرچ کی سان پر کس کر نافذ کرنے کی تدبیریں ہو رہی ہیں، ہر ہر مسئلہ میں دو عملی رواج پذیر ہو رہی ہے اس کے منفی اثرات ظاہر ہو رہے ہیں اور نقصان واضح ہے۔

اسلام ایک اکائی ہے، اجتماعی نظام ہے اسے اکائی کی شکل میں نافذ کرنا ضروری ہے اور یہ تب ہوگا کہ ۲۳ نکات کے اصولی مسودہ کی طرح مکمل دستوری خاکہ تیار کیا جائے ـــــ اس میں ہر شعبہ ہائے حیات سے متعلق اتنی واضح اور ٹھوس تفصیلات ہوں کہ کل کسی کو یہ کہنے کا موقعہ نہ ملے کہ فلاں مسودہ پر غور ہو رہا ہے۔ فلاں چیز فلاں مرحلہ میں ہے اور فلاں مسودہ فلاں مرحلہ میں ہے۔

یہ باتیں پہلے بھی ہوئیں لیکن بدقسمتی سے کسی نے توجہ نہ کی ـــــ ہم ایک بار پھر دل کی گہرائیوں سے اہلِ علم سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ فقیہہ النفس، صائب الرائے اور بیدار مغز علماء اور ان کے ساتھ ہر شعبہ ہائے حیات کے متدین اور ذمہ دار لوگوں کی ایک ٹیم تشکیل دی جائے یہ ٹیم ایسی جگہ بیٹھے جہاں تمام کتابیں اور بنیادی ماخذ میسر ہوں ـــــ یہ ٹیم سر جوڑ کر بیٹھ جائے اور اس علمی کام کو تکمیل کئے بغیر نہ اٹھے۔ اہلسنت اور سواد اعظم کے ذمہ دار حضرات جنہیں اسلاف امت سے صحیح ربط حاصل ہے جو سنت کے صحیح خادم اور دین اسلام میں ہر ایجاد بندہ کوشش زائد تصور کرتے ہیں سامنے آ کر اس چیلنج کو قبول کرنا چاہیئے اور اس ٹیم کا اہتمام کر کے پوری ذمہ داری سے یہ کام کرانا چاہیئے ـــــ جب یہ کام ہو جائے تو آپ قوم کے سامنے آ سکتے ہیں۔ اور قوم کو اپنی کاوش سے مطلع کر کے تعاون حاصل کر سکتے ہیں ـــــ جتنی دیر میں یہ مسودہ مرتب ہو باقی لوگ اس کے نفاذ کے لئے ذہنی فضا تیار کریں ـ اس طرح امید ہے کہ آپ ایک بڑے بحران سے نکل جائیں گے اور آسانی سے اپنی منزل پالیں گے ورنہ یاد رکھنا چاہیئے چہروں کا بدلنا مسائل کا حل نہیں اور ہماری اس بات کو نوٹ کر لیں کہ اگر ایک لمحہ کے لئے آپ کے حسب منشاء چہرے بدل بھی جائیں تو آپ کو کوئی کامیابی نہ ہوگی اور آپ بیچ میدان کے پڑ جائیں گے۔

خدارا اصل مسئلہ کی طرف توجہ دیں اپنی ذمہ داری محسوس کریں اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

علوی

بقیہ : حضرت لاہوریؒ نے فرمایا

کا روزہ افطار کرائے اور جو شخص روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے سیراب کرے گا۔ ایسا کہ پھر کبھی اس کو پیاس نہیں لگے گی، یہاں تک کہ وہ جنت میں جائے۔ اور یہ مہینہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کی ابتداء میں رحمت ہے۔ درمیان میں مغفرت اور آخر میں دوزخ سے نجات، اور جس شخص نے اس مہینہ میں اپنے غلام روزہ دار سے کم کام لیا اور اس کے کام میں تخفیف کر دی اس کو اللہ بخشتا ہے۔ اور دوزخ سے نجات دیتا ہے۔

دنیا کمانا تو کوہ کندن کاہ بر آوردن والا معاملہ ہے۔ یہاں بڑی مصیبت ہے، لیکن آخرت کی نجات کا تمغہ بڑا سستا ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپکو آخرت کی زندگی کی کامیابی کو دنیا میں ہی اپنا نصب العین بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

صـ ۱۴ سے آگے

کو فرشتوں کے مقابلہ میں جو عزت ملی اس کا راز علم ہی تھا، اور حضور علیہ السلام نے ایک عابد شب زندہ دار اور ایک عالم کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ عالم کو عابد پر ایسی فضیلت ہے جیسی مجھے ایک ادنیٰ امتی پر۔ نیز ارشاد فرمایا کہ ایک عالم و فقیہ ایک ہزار عابدوں کے مقابلہ میں شیطان پر بھاری ہے نیز فرمایا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام سونے چاندی، کھیت و باغ اور اس قسم کا کوئی ترکہ چھوڑ کر نہیں جاتے۔ ان کا اصل ترکہ علم ہے اور اس سے جو آدمی کوئی حصہ حاصل کر لے وہ بڑا خوش قسمت اور سعادتمند ہے۔

بہر حال آج کی آیت کی اصل تعلیم یہی ہے کہ ایک جماعت حصول علم اور اس کی نشر و اشاعت کو اپنی زندگی کا مشن بنائے کہ اس کے بغیر دنیا و آخرت میں کامیابی محال

مجلسِ ذکر

توحید خداوندی

ضبط و ترتیب : علوی

پیر طریقت حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم

بعد الحمد والصلوٰۃ :

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :ـــ

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا ـ

معزز حضرات و معزز خواتین!

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ہر کسی کی روزی اپنے ذمہ لینے کا ارشاد فرمایا ہے اور اپنی رزاقیت کو واضح کیا ہے۔ خدائے بزرگ و برتر ساری کائنات کے خالق و مالک ہیں، پر افسوس کہ لوگوں کا ایک طبقہ ہمیشہ ایسا رہا جنہوں نے اس حقیقت کو نہ سمجھا اور اسے جھٹلایا۔ اس حقیقت سے دنیا کو آگاہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو دنیا میں بھیجا۔ انہوں نے زبانی ہی اس حقیقت کی تبلیغ نہیں کی بلکہ انہوں نے عملاً بھی اس فلسفہ خداوندی کی روشنی دنیا میں پھیلائی اور وہ اس طرح کہ جب لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں جھوٹے معبود بنائے تو انبیاء علیہم السلام نے انہیں اپنے ہاتھوں سے توڑا اور مٹایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سلسلہ میں جو جہاد کیا اس کی تفصیلات قرآن عزیز میں موجود ہیں اسی وجہ سے انہیں آگ میں پھینک دیا گیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت و رحمت سے انہیں بچا لیا اور دشمن کا منصوبہ خاک میں مل گیا۔

حضور نبی کریم علیہ السلام نے فتح مکہ کے موقع پر خدا کے پہلے گھر بیت اللہ شریف میں رکھے ہوئے بتوں کو اپنے مبارک ہاتھوں سے توڑ کر اپنی امت کو ایک سبق پڑھایا اور راستہ دکھایا۔ بعض بت ایسے تھے جو ذرا اونچائی پہ تھے آپ نے اپنی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صاحبزادے حضرت علی بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جو اس سفر میں آپ کے ردیف تھے۔ کندھے پر اٹھایا اور انہوں نے وہ سب توڑ دیئے۔

کوئی ایسی حرکت جو اس سلسلہ میں ممد و معاون بن سکتی ہو اس سے اسلام نے سختی سے روکا اور حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان جو روح اسلام کے سب سے زیادہ شناسا تھے ان کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے اس درخت کو جڑ سے نکلوا دیا جس کے نیچے آپؐ نے لوگوں سے بیعت لی تھی۔ مبادا کل کلاں لوگ اس کی تعظیم کرنے لگیں اور آئندہ چل کر کوئی فتنہ رونما ہو۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے حجر اسود کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میرے آقا و مولاؐ کے مبارک لب تجھے لگے تھے اس لئے میں تجھے بوسہ دیتا ہوں ورنہ ذاتی طور پہ تیرے اندر نہ نفع کی صلاحیت ہے نہ نقصان کی۔

انسان جو خدا کی مخلوق میں سب سے اشرف و اکرم ہے وہ جب ایسی حرکات کرتا ہے تو بڑی المناک صورت حال پیدا ہو جاتی ہے اور خاص طور پہ آخری پیغمبرؐ کے نام لیوا، جن کے پیغمبرؐ نے اونچی قبر تک بنانے کی اجازت نہ دی ان پر کسی قسم کی عمارت سے روکا ان کو پختہ بنانے

(باقی ۸ پر)

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : علوی

حسب و نسب کے پجاریوں کے لئے خدائی تنبیہات

○ جانشین شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عُبید اللہ انور مدّ ظلہم ○

بعد از خطبہ مسنونہ :-

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ؛ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

یَاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ ...... وَلَا یَغُرَّنَّکُمْ بِاللّٰہِ الْغَرُوْرُ ○ صدق اللہ العلی العظیم ۔ (لقمان ۳۳)

محترم حضرات و معزز خواتین ! سورۂ لقمان کی آیت ۳۳ آپ نے ملاحظہ فرمائی ۔ حضرت لاہوری قدس سرہٗ کے الفاظ میں اس سورۃ کا موضوع یہ ہے ۔ کہ

"اس کتاب (قرآن مجید) سے فقط محسنین فائدہ اٹھا سکتے ہیں ۔" (ص ۶۵۵)

اور سورۃ کا آخری رکوع جس کی یہ آیت ہے اس کا خلاصہ حضرت کے الفاظ میں یہ ہے کہ " تذکیر بآلاءاللہ " (کیا اس محسن کے احکام کی تعمیل کرنا جس کے یہ احسانات ہوں دانشمندی نہیں ہے ؟) گویا حضرت حق جلّ و علیٰ مجدہ بندوں کو اپنے احسانات کی طرف متوجہ کر رہے ہیں اور انہیں فرما رہے ہیں کہ "احسان شناسی" کا جوہر اپنے اندر پیدا کرو ۔ اور میری ظاہری و باطنی نعمتیں جو تم پر ہیں ان کا شکر بجا لاؤ تاکہ تم میری رحمتوں کے مستحق ہو سکو ـــــ تم لوگ جن چیزوں اور علائق و تعلقات پر مر رہے ہو ان کی کوئی حقیقت نہیں یہ سب دھوکے کا سودا اور ختم ہو جانے والی متاع ہے ۔ مصیبت و پریشانی کی گھڑی میں یہ چیزیں ذرہ برابر کام نہیں آئیں گی ۔

اگلی بات سے قبل آیت کا ترجمہ اور اس کی مثل دوسری آیات کا خلاصہ سماعت فرما لیں :-

"اے لوگو ! اپنے رب سے ڈرو اور اس دن سے ڈرو جس میں نہ باپ اپنے بیٹے کے کچھ کام آئے گا اور نہ بیٹا باپ کے ۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے پھر دنیا کی زندگی تمہیں دھوکا میں نہ ڈال دے اور نہ دغاباز تمہیں اللہ سے دھوکہ میں رکھیں

(حضرت لاہوری ؒ)

گویا آیت میں دوسری باتوں کے ساتھ ساتھ حسب و نسب کے پجاریوں کو جھنجھوڑا اور تنبیہ کی گئی ہے اور ان پر واضح کیا گیا ہے کہ یہ کام آنے والی چیزیں نہیں ۔

اس نوع کی آیات قرآن عزیز میں اور بھی ہیں ان کا ترجمہ بھی ملاحظہ فرما لیں ۔ ایک سورۂ مومنون کی آیت ۱۰۱ ہے اس میں ارشاد ہے ۔

"پھر جب صور پھونکا جائیگا تو نہ تو ان میں قرابتیں رہیں گی اور نہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے ۔

سورۂ حجرات کی مشہور آیت ۱۳ میں فرمایا :-

" لوگو ! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو (اور) خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے بے شک خدا سب کچھ جاننے والا (اور) سب سے خبردار ہے ۔"

سورۂ ممتحنہ کی آیت ۳ میں ہے :-

"قیامت کے دن نہ تمہارے رشتے ناطے کام آئیں گے اور نہ اولاد ، اس روز وہی تم میں فیصلہ کرے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو ، خدا اس کو دیکھتا ہے ۔"

آیات مبارکہ کی تفصیلات

پہلی آیت کریمہ جو سورۂ لقمان کی ہے اس کے متعلق حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں :-

"طوفان کے وقت (پہلی آیت میں طوفان کا ذکر ہے) جہاز کے مسافروں میں سخت افراتفری ہوتی ہے ۔ ہر ایک اپنی جان بچانے کی فکر میں رہتا ہے ۔ تاہم ماں باپ اولاد سے اور اولاد ماں باپ سے بالکل غافل نہیں ہو جاتی ۔ ایک دوسرے کی بچانے کی تدبیر کرتا ہے لیکن بسا اوقات والدین کی شفقت چاہتی ہے کہ ہو سکے تو بچہ کی مصیبت اپنے سر لے کر اس کو بچا لیں ۔ لیکن ایک ہولناک اور ہوشربا دن آنے والا ہے جب ہر طرف نفسی نفسی ہو گی ۔ اولاد اور والدین میں سے کوئی ایثار کر کے دوسرے کی مصیبت اپنے سر لینے کو تیار نہ ہوگا اور تیار بھی ہو تو یہ تجویز چل نہ سکے گی ۔ چاہئے کہ آدمی اس دن سے ڈر کر غضب الٰہی سے بچنے کا سامان کرے ۔ آج اگر سمندر کے طوفان سے بچ گئے ۔ (جس کا ذکر سابقہ آیت میں ہے) تو کل اس سے کیونکر بچو گے ؟"

حضرت مولانا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ہی سورۂ مومنون کی آیت ۱۰۱ کے ضمن میں فرماتے ہیں :-

" بعض احادیث میں نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ و اصحابہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز سارے نسب اور دامادی کے رشتے اور تعلقات منقطع ہو جائیں گے (یعنی کام نہ دیں گے) اِلّا نسبی وصِھری " بجز میرے نسب اور صہر کے ـــــ " معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کے تعلقات عموم سے مستثنیٰ ہیں ۔ اسی حدیث کو سن کر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے باوجودیکہ پہلے بھی ان کی آپ سے قرابتداری اور صِہر کا رشتہ تھا کہ آپ حضور علیہ السلام کے خسر تھے لیکن آپ نے پھر بھی حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کیا اور چالیس ہزار درہم مہر باندھا ۔"

لیکن اس سے یہ بھی نہ سمجھا جائے کہ بغیر عقیدہ صحیحہ اور اعمال صالحہ کے پیغمبر کی رشتہ داری یا کسی دوسرے صالح و نیک آدمی کی رشتہ داری کام آ جائے گی ؟ کیونکہ قرآن عزیز نے حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کا ذکر کیا ہے جس نے حضور علیہ السلام کے چچا ابوطالب کی طرح اپنے آخری وقت میں بھی اپنے عظیم باپ کی نصیحت کی پرواہ نہ کی تو اللہ تعالےٰ نے اسے بھی دوسرے ظالم لوگوں کے ساتھ غرق کر دیا ۔ اور فرمایا انّہ لیس من اھلك کہ اے نوحؑ اس کا تمہارے ساتھ کیا تعلق ؟ اسی طرح سورۃ تحریم میں حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی بیویوں کا بطور خاص ذکر کیا اور ایک عبرت ناک مثال کے طور پر فرمایا کہ دیکھو پیغمبر کی رفاقت ان کے کس کام آئی ؟ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ و اصحابہ وسلم کے حقیقی چچا ابولھب و ابوطالب کس انجام کا شکار ہوئے ؟ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں اور بعض روایات میں ہے کہ آپ نے اپنے ان اعزہ کو جو اللہ تعالےٰ کے فضل اور اس کی توفیق سے مسلمان ہو چکے تھے بطور خاص نصیحت کی کہ میری عزیزداری اور رشتہ داری کی بنیاد پر کبھی عقائد و اعمال کی گرفت ڈھیلی پڑ جائے ؟ ذرا ہوش اور تدبر سے

کام لینا کہ اللہ تعالےٰ کے حضور اپنی اپنی سزا خود بھگتنا ہو گی۔

الغرض ہمارا جو حاصل مدعا ہے وہ آج کی گفتگو میں یہ ہے کہ حسب و نسب کے پجاری جو شیخ و مغل اور سیّد و پٹھان کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں اپنے ہی ہم جنسوں میں سے بہت سے لوگوں کو کمین اور پنیچ سمجھتے ہیں وہ ہوش کی آنکھیں کھولیں اور محسوس کریں کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک ان چیزوں کی کوئی حقیقت نہیں وہاں تو تقوےٰ و طہارت اور پاک باطنی کام آئیگی

سورۃ حجرات کی آیت کریمہ کا ترجمہ آپ ملاحظہ فرما چکے - اس سورۃ میں زیادہ تر معاشرتی آداب کا بیان ہے - غیبت، چغلی، نام بگاڑنا وغیرہ خرابیوں سے سختی سے روکا گیا ہے —— اس پس منظر کو سامنے رکھ کر مولانا عثمانی رحؒ کے فاضلانہ قلم کی تحریر دیکھیں جو اس آیت کے تحت لکھی گئی۔

"اکثر غیبت، طعن و تشنیع اور عیب جوئی کا منشا کبر ہوتا ہے کہ آدمی اپنے کو بڑا اور دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے - اس کو بتلاتے ہیں کہ اصل میں انسان کا بڑا چھوٹا یا معزز و حقیر ہونا ذات پات اور خاندان و نسب سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ جو شخص جس قدر نیک خصلت، مؤدب اور پرہیزگار ہو اسی قدر اللہ کے ہاں معزز و مکرّم ہے . . . . (رہ گئی ذات پات کی تقسیم تو (یہ) مختصر تعارف اور شناخت کے لئے مقرر کئے ہیں۔ بلاشبہ جس کو حق تعالےٰ کسی شریف اور بزرگ و معزز گھرانے میں پیدا کر دے وہ ایک موہوب شرف ہے۔ جیسے کسی کو خوبصورت بنا دیا جائے لیکن یہ چیز ناز اور فخر کرنے کے لائق نہیں کہ اسی کو معیار کمال اور فضیلت کا ٹھہرا لیا جائے اور دوسروں کو حقیر سمجھا جائے۔ ہاں شکر کرنا چاہئے کہ اس نے بلا اختیار و کسب ہم کو یہ نعمت مرحمت فرمائی۔ شکر میں یہ بھی داخل ہے کہ غرور و تفاخر سے باز رہے اور اس نعمت کو کمینہ اخلاق اور بُری خصلتوں سے خراب نہ ہونے دے - بہرحال مجد و شرف اور فضیلت و عزت کا اصل معیار نسب نہیں، تقوےٰ و طہارت ہے - اور متقی آدمی دوسروں کو حقیر کب سمجھے گا؟

(عثمانی صـ۶۷۱)

یہ واضح تفصیلات جو [illegible] نے پیش کیں ان میں ایک ایک بات حل ہو گئی اور پتہ چل گیا کہ غرور نسب کا شکار لوگ کتنی بڑی غلطی میں پڑے ہوتے ہیں اس برتے پر وہ اپنے ہی ہم جنسوں کو حقیر سمجھتے اور ان سے ناروا سلوک کرتے ہیں حالانکہ نہیں کہا جا سکتا کہ جسے حقیر سمجھا جا رہا ہے وہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک کتنا ارفع و اعلیٰ ہو گا اور جو سیّد و مغل کے چکر میں اس کمینگی کا شکار ہیں ان کی خدا کے یہاں کتنی بے وقعتی ہو گی۔

حضرت جامی رحؒ نے خوب بات کہی ہے ؎

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

آئیں تقویٰ و طہارت باطنی کے لئے سرگرم عمل ہو جائیں، اور تلافی مافات کی فکر میں لگ جائیں۔ کہ حشر کی گھڑی سر پر ہے اور وہاں کام آئے گی تو صرف نیکی اور خدا کی رحمت ——

بقیہ : مجلسِ ذکر

سے روکا اور حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا جو بالشت سے اونچی قبر دیکھو اسے ہموار کر دو - یہ سب باتیں مستقبل کے فتنوں کے پیشِ نظر تھیں۔

افسوس یہ ہے کہ ایک مسلمان جسے بت شکن ہونا چاہیئے تھا وہ مختلف صورتوں میں ایسی حرکات کرتا ہے کہ توبہ بھلی!

روح اسلام کو پہچانیں اور سوچیں کہ توحید خداوندی ہی اسلام

حضرت لاہوریؒ نے فرمایا

دنیا میں رہتے ہوئے ہماری زندگی کا نصب العین فقط آخرت ہی کی کامیابی ہونا چاہیئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفٰی وسلام علےٰ عبادہ الذین اصطفٰے۔ اما بعد:

عرض یہ ہے کہ جمعرات کو ہماری اس مجلس ذکر کا مطلب یہ ہے کہ میرا اور آپ کا قلبی تعلق اللہ تعالےٰ سے درست ہو جائے۔ تاکہ ہماری اصلاح حال ہو جائے - اور ہم دنیا میں ہی اللہ تعالےٰ کو راضی کرلیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہمیں جو بیٹا یا بہو یا نوکر ملے وہ سل، ٹائیفائڈ دق وغیرہ امراض میں مبتلا ہو اور نہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ ہاتھوں سے لولے پاؤں سے لنگڑے اور آنکھوں سے بھینگے ہوں۔ غرضیکہ ہم چاہتے ہیں کہ جو بھی ہمارا ہو وہ ہر لحاظ سے صحیح سلامت ہو۔ صورت بھی اچھی ہو اور اندرونی امراض سل، دق وغیرہ سے بھی محفوظ ہو۔ میں کہا کرتا ہوں کہ جس عقل سے ہم اپنا معاملہ کرتے ہیں اگر اس عقل سے ہم اللہ تعالےٰ سے معاملہ کریں گے تو انشاءاللہ کامیاب ہوں گے - اگر ہمیں ایسے انسانوں کی ضرورت نہیں جو سل، دق، ٹائیفائڈ میں مبتلا ہوں یا جن کے اندر جسمانی نقائص ہوں۔ تو کیا اللہ تعالےٰ کو بہشت میں بھیجنے کے لیے ایسے بندے چاہییں جن پر ابلیس کی لعنت ہو کیا اس نے بہشت زانی، شرابی، فریب کار اور دھوکے باز بندوں کے لیئے بنایا ہے۔

اِقْرَأْ كِتَابَكَ - كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا (سورہ بنی اسرائیل رکوع نمبر ۲ پ ۱۵)

ترجمہ: اپنا نامۂ اعمال پڑھ لے - آج اپنا حساب لینے کے لیئے تو ہی کافی ہے۔

اس مجلس کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو دنیا میں ہی اللہ تعالےٰ کا ایسا بندہ بننے کی توفیق عطا فرمائے، جس کی وجہ سے مرنے کے بعد اس کی رحمت ہم پر نازل ہو۔

بیعت کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بیعت کنندہ بیعت لینے والے سے عہد لیتا ہے کہ آپ اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جو حکم مجھے بتلائیں گے میں اس کو مانوں گا اور اس پر عمل کروں گا - جن لوگوں نے مجھ سے بیعت کر رکھی ہے۔ ان کے لیئے میرا کہا ماننا فرضِ عین ہے۔ بشرطیکہ میں ان کو کتاب و سنت کے احکام کے ماتحت کوئی حکم دوں. جس طرح نماز، روزہ، حج اور زکواۃ کے احکام کی تعمیل فرضِ عین ہے۔ اسی طرح یہ بھی لازمی ہے۔ جنہوں نے بیعت نہیں کی، ان کے لیئے نہیں میری بھی کچھ ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھ سے قیامت کے دن پوچھیں گے کہ میں نے اپنا فلاں بندہ بھجوایا تھا۔ جس طرح ماں باپ کا کہا ماننا فرضِ عین ہے - اسی طرح شیخ کا کہا ماننا بھی فرضِ عین ہے۔ بشرطیکہ شریعت کے خلاف نہ ہو۔ اگر ماں یا باپ پانی مانگے اور بیٹا پانی دینے سے انکار کرے تو اللہ تعالےٰ بیٹے کو جہنم میں ڈالیں گے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَاحَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِھِمَا قَالَ ھُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ رواہ ابن ماجہ

ترجمہ: ابوامامۃؓ سے روایت ہے تحقیق ایک شخص نے کہا یارسول اللہ والدین کا حق ان کے بیٹے پر کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ وہ دونوں تیری جنت اور تیری دوزخ ہیں۔

میں نے کارڈ چھپوائے ہوئے ہیں۔ جن پر چند وظائف درج ہیں۔ جو مجھ سے بیعت کرتا ہے اس کو وہ کارڈ دے دیتا ہوں اللہ تعالےٰ آپ سے پوچھیں گے جو کچھ تمہیں بتلایا گیا وہ کیا؟ اگر نہیں کرنا تھا تو بیعت نہ کرتے - حضرت مولانا انور شاہ کاشمیری صاحب رحمۃ اللہ علیہ بے نظیر شخصیت کے مالک تھے - اب حضرت مولانا حسین احمد مدنی سلمہ اللہ تعالےٰ ان کے ہم پلہ ہیں۔ جب کوئی شخص بیعت کی درخواست کرتا تو شاہ صاحب فرماتے، بھائی بیعت

تو نہیں کروں گا۔ اگر پڑھنے کے لیے پوچھنا ہو تو وہ بتلا دوں گا۔ میں اس ڈر سے بیعت کر لیتا ہوں کہ قیامت کے دن اگر اللہ تعالیٰ مجھ سے یہ پوچھ بیٹھیں کہ میں نے اپنا فلاں بندہ تمہارے پاس بھجوایا تھا۔ تم نے اس کو میرا نام بتلایا تھا؟ تو میں کیا جواب دوں گا میں یہ جو کچھ بتلاتا ہوں آپ اگر اس کو لوحِ دل پر لکھ کر لے جائیں، عمل میں لائیں اور مرتے دم تک نبھائیں تو مجھے اللہ تعالےٰ کے فضل پر بھروسہ ہے کہ نجات ہو جائے گی سب کچھ کرنے کے بعد بھی نجات ہمارا حق نہیں لیکن اِس کیلیے یہ باتیں وجہ ترجیح بن جائینگی یہ تو تمہید تھی آج کا عنوان ہے۔

دنیا میں رہتے ہوئے ہماری زندگی کا نصب العین فقط آخرت کی کامیابی ہونا چاہیئے۔

دنیا میں کئی نصب العین ہیں۔ کسی کا نصب العین ہے کہ بیٹا بی۔ اے ہو کر اعلےٰ ملازمت پر فائز ہو جائے۔ کسی کا نصب العین ہے کہ اگر پولیس کنسٹبل بھرتی ہوئے ہیں تو کم از کم ایس۔ پی (سپرنٹنڈنٹ پولیس) ہو کر ریٹائر ہو۔ کسی کا نصب العین ہے کہ اگر نائب تحصیلدار بھرتی ہوئے ہیں تو کمشنر بن جائیں خواہ موت پہلے ہی آ جائے۔ آخرت کی کامیابی اور جنت کے داخلے کی کتنوں کو فکر ہے۔ جنت میں پہنچانے والے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور آپؐ کے بعد آپؐ کے دروازے کے غلام اِس راستہ کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔ اگر دنیا میں آگر آخرت کی فکر نہ کی تو قبر جہنم کا گڑھا بن جائے گی۔ کئی مسلمانوں کی قبریں جہنم کا گڑھا بنی ہوئی ہیں۔ لیکن اِس کا ان آنکھوں سے پتہ نہیں چلتا۔ اِس کے لیے باطن کی آنکھوں کی ضرورت ہے آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم اللہ تعالےٰ کے محرمِ راز ہیں۔ آپ نے اللہ تعالےٰ سے معلوم کر کے ہمیں بتلا دیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ ہر بندے سے یہ سوال فرمائیں گے کہ میرے لیے کیا کر کے لائے ہو۔ یعنی مجھے کتنا یاد کیا تھا۔ نماز، روزہ، حج اور زکواۃ کی پابندی کہاں تک کی تھی۔ سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر وغیرہ کے اذکار کتنے پڑھے تھے میں چاہتا ہوں کہ ہر مرد عورت مجھ سے وابستہ ہے وہ اِس جواب میں اللہ تعالےٰ سے قیامت کے دن یہ عرض کرنے کے قابل ہو جائے کہ اے اللہ! ہر کام میں تیری رضا مقصود تھی۔ اگر باپ تیرا مخالف تھا تو اس کو چھوڑ دیا مگر تجھے نہیں چھوڑا۔ بیٹا تیرا مخالف تھا۔ اس کو چھوڑ دیا تھا مگر تجھے نہیں چھوڑا۔ اسی طرح اگر بھائی تیرا مخالف تھا تو اس کو چھوڑ دیا مگر تجھ کو نہیں چھوڑا بیس پچیس سال کا واقعہ ہے، سردی کا موسم تھا۔ میں سویا ہوا تھا۔ رات کو بارہ بجے کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نیچے آیا تو ایک نوجوان اور اس کے ساتھ دو آدمی تھے۔ ان میں ایک نے کہا کہ ہمیں اِس نوجوان کے دادا نے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ اِس کو اجازت دے دیں کہ یہ بارات کے ساتھ باجا لے جائے اس نے کہا کہ یہ نوجوان اور اِس کی والدہ آپ کے سامنے ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں کہ ہم شادی میں باجا نہیں بجائیں گے، ادھر لڑکی والے باجا بجانے پر اصرار کر رہے ہیں۔ لاہور میں عام دستور یہ ہے کہ نکاح شادی سے ایک دو دن پہلے کر لیتے ہیں۔ اِس لیے پر میں نے دریافت کیا کہ نکاح ہو چکا ہے کہ نہیں۔

انہوں نے کہا کہ پرسوں نکاح ہو چکا ہے۔ میں نے کہا کہ پھر لڑکی والوں سے کہلا بھیجو کہ جب آپ باجے کی شرط ہٹائینگے اس وقت ہم آکر لڑکی لے جائیں گے۔ میں نے کہا کھانا تیار ہونا شروع ہو چکا ہوگا۔ اِس لیے آپ مست رہیں۔ جب دیگیں خراب ہوتی نظر آئیں گی تو خود بخود برات والوں کو بلائینگے۔ الحق یعلو ولا یعلےٰ علیہ آپ ڈٹ جایئے پھر دیکھیے فتح ہوتی ہے کہ نہیں؟

اب میں آج کے عنوان کے متعلق شہادت پیش کرنا چاہتا ہوں۔

من کان یرید العاجلة عجّلنا له فیها ما نشاء لمن نرید ثم جعلنا له جهنّم یصلها مذموما مّدحورا۔ سورہ بنی اسرائیل رکوع نمبر ۲

ترجمہ: جو کوئی دنیا چاہتا ہے تو ہم سردست دنیا میں اسے بھی جس قدر چاہتے ہیں دے دیتے ہیں۔ پھر ہم نے اس کے لیے جہنّم تیار کر رکھی ہے۔ جس میں وہ ذلیل و رسوا ہو کر گرے گا۔

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ و سعٰی لها سعیها وهو مؤمن فاولٰئك کان سعیهم مشکورا

ترجمہ: جو آخرت چاہتا ہے اور اس کے لیے مناسب کوشش کرتا ہے۔ اور وہ مومن بھی ہے تو ایسے لوگوں کی کوشش مقبول ہوگی۔

مندرجہ بالا آیات میں دو قسم کے انسانوں کا ذکر ہے۔

۱۔ دنیا کو محبوب بنانے والے۔ ان کے متعلق فرماتے ہیں کہ جتنا ہم چاہیں گے اتنا مل جائے گا۔ یہ نہیں کہ جتنا وہ چاہیں گے اتنا مل جائے گا۔

۲۔ آخرت کو محبوب بنانے والے، یہ دن رات اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ان کو ان کی نیکیوں کا پورا معاوضہ دینگے۔ اللہ تعالےٰ رزق تو کافر مشرک سب کو دیتا ہے۔ حتّٰی کہ دہریوں کو بھی دیتا ہے جو اس کی ذات کے بھی منکر ہیں۔ اس کا ارشاد ہے

وما دابّة فی الارض الّا علی اللہ رزقها۔ پارہ نمبر ۱۲ پہلی آیت

ترجمہ: اور کوئی نہیں پاؤں چلنے والا زمین پر مگر اللہ پر ہے اس کی روزی۔

جب رزق کا ٹھیکہ اس نے لے رکھا ہے تو اعلیٰ نہ سہی ادنےٰ ہی سہی دے گا تو ضرور۔ دعا کیجیے اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو آخرت کی زندگی کو نصب العین بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العٰلمین

ان دونوں قسموں کے انسانوں کا دنیا میں نصب العین علیحدہ علیحدہ ہوگا۔ دنیا کو محبوب بنانے والے اذان سن کر بھی دربار میں حاضری کے لیے نہیں آئیں گے، آخرت کو محبوب بنانے والوں کو اذان سنائی بھی نہ دے وہ گھڑی دیکھ کر مسجد کی طرف چل دینگے۔

دنیا اور آخرت میں تعارض ہو تو پتہ چلتا ہے کہ کون دنیا کا طالب ہے اور کون آخرت کا۔ دونوں کی پہچان کے لیے علیحدہ علیحدہ علامتیں ہیں۔ آخرت کے طالب کے دل میں اخلاص ہوگا۔ اور وہ کفر و شرک وغیرہ امراضِ روحانی سے پاک ہوگا۔ اس کا ہر سانس بارگاہِ الٰہی میں محبوب ہوگا دنیا کے طالب کفر شرک وغیرہ میں مبتلا ہوں گے۔

اِس دنیا میں تو جنت کوڑیوں کے مول ملتی ہے۔ اِس کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے دو ارشادات عرض کرتا ہوں۔

عن انس قال قال رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلّم یصفّ اهل النار فیمرّ بهم الرّجل من اهلِ الجنّة فیقول الرّجل منهم یا فلان اما تعرفنی انا الّذی سقیتك شربة وقال بعضهم انا الّذی وهبت لك وضوء فیشفع لهٗ فیدخله الجنّة رواہ ابن ماجہ

ترجمہ: انسؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا دوزخیوں کو ایک صف میں کھڑا کیا جائے گا پھر ان کے پاس سے بہشتیوں میں سے ایک آدمی اُسے کہے گا۔ اے فلاں تو مجھے پہچانتا نہیں۔ میں وہی ہوں جس نے تمہیں ایک مرتبہ پانی پلایا تھا۔ اور بعض نے کہا وہ کہے گا میں وہی ہوں جس نے تمہیں وضو کے لیے پانی دیا تھا۔ پھر وہ بہشتی اِس کے حق میں شفاعت کرے گا۔ پس اللہ تعالےٰ اُسے جنت میں داخل فرما دے گا۔

ایک فرض ادا کرنے پر ستّر فرضوں کے ادا کرنیکا ثواب

ترجمہ: سلمان فارسیؓ کہتے ہیں کہ شعبان کے آخری دن میں رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلّم نے ہمارے سامنے خطبہ دیا اور فرمایا کہ اے لوگو! ایک بڑے مہینے نے تم پر سایہ ڈالا ہے جو بڑا بابرکت مہینہ ہے۔ وہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اِس مہینہ کے روزے تم پر فرض قرار دیئے ہیں۔ اور اِس کی رات کی عبادت نفل قرار دی گئی ہے جو شخص اِس مہینہ میں کسی نیکی سے خدا کا قرب تلاش کرے۔ یعنی خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے نفلی عبادت کرے اس کا ثواب اتنا ہی ہوتا ہے جتنا فرض کا۔ رمضان کے مہینے کے سوا دوسرے مہینوں میں اور جو شخص اِس مہینے میں فرض کو ادا کرے اِس کا ثواب اتنا ہے جتنا رمضان کے سوا دوسرے مہینوں میں ستر فرض ادا کرنے کا، اور یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنّت ہے، اور یہ مہینہ غم خواری کا مہینہ ہے، یہ مہینہ ایک ایسا مہینہ ہے جس میں مؤمن کا رزق زیادہ کیا جاتا ہے۔ جو شخص اِس مہینہ میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے وہ اس کے لیے گناہوں کی بخشش کا سبب ہوتا ہے۔ اور دوزخ کی آگ سے نجات کا ذریعہ، اور روزہ دار کے ثواب کے برابر اس کو ثواب ملتا ہے، اور اس سے روزہ دار کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوتی۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہؐ ہم سب کے پاس اتنا مال نہیں ہے کہ اس سے ہم روزہ داروں کے روزے افطار کرائیں۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالےٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا فرماتا ہے۔ جو لسّی کے ایک گھونٹ یا ایک کھجور یا پانی کے ایک گھونٹ سے کسی

اصحابِ رسولؐ

آخری قسط

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

سید نور الحسن بخاری

جن کو بھی دُنیا میں دین ملا، ان ہی سے ملا!

۵ از ہمتِ شاں درچمنِ زیست بہارے

حضرات مہاجرین و انصار کا اتباع

حضرات یارانِ رسولؐ مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سنت کا صرف مطالعہ ہی نہیں کیا بلکہ آپؐ کی سیرت و سنّت کا اتباع کامل کرکے وہ خود اسی رنگ میں رنگے گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ بن گئے۔ لہٰذا ان سے نہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سنت کا علم حاصل کرنا ہوگا بلکہ خود ان کی سیرت و سنت کا اتباع کرکے اپنے آپ کو ان کے رنگ میں بلکہ بالفاظ صحیح تر رسول کریم (صلی اللہ تعالےٰ علیہ و اصحابہ وسلم کے رنگ میں رنگنا ہوگا۔

چنانچہ نہ صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحابؓ کی اتباع کا حکم فرمایا بلکہ اللہ ربّ العزت نے بھی امّتِ رسولؐ کو اس کا مکلّف ٹھہرایا۔ ارشاد فرمایا:۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ٥

(سورہ توبہ رکوع ۲)

"اور جو مہاجرین و انصار (ایمان لانے میں سب سے) سابق اور مقدم ہیں اور (بقیہ امت میں سے) جو لوگ اخلاص کے ساتھ ان (مہاجرین و انصار) کے پیرو ہیں، اللہ ان سب سے راضی ہُوا اور وہ سب اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے اور اللہ تعالےٰ نے ان کے لئے ایسی بہشتیں تیار کر رکھی ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (اور) یہ بڑی کامیابی ہے۔"

سبحان اللہ! حضرات صحابہ کرامؓ کی کیا شان ہے کہ رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متبعین اور صحابہ کرامؓ کے متبعین کی جزا میں ایک لفظ کا بھی فرق نہیں۔ جو رضائے الٰہی اور جزا صحابہ کرامؓ کے لئے ہے۔ لفظ بہ لفظ وہی رضا اور جزا صحابہ کرامؓ کی پیروی کرنے والے مسلمانوں کے لئے!

بہر حال ہمیں صحابہ کرامؓ سے نہ صرف حضورؐ کی سیرت و سنّت معلوم کرنا ہوگی بلکہ خود ان کی سیرت و سنت کا اتباع کرنا ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ اتباع کے لئے اعتمادِ کامل اور محبت و الفت لازم ہے۔ جب تک کسی سے قلبی ربط و وابستگی نہ ہو، اس کا اتّباع ممکن نہیں۔ لہٰذا جو لوگ اس مقدّس جماعت، یارانِ رسولؐ کے باغی ہوں گے، ان پر تنقید کریں گے۔ ان کے خلاف زبانِ طعن و تشنیع دراز کریں گے۔ وہ یارانِ رسولؐ کی اتباع خاک کریں گے؟ وہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پاک کے نصف حصّہ سے بھی زیادہ قریباً $\frac{12}{14}$ گھنٹے کی زندگی کے جلووں سے بھی محروم رہیں گے گویا انہیں آدھا دین نہیں مل سکے گا۔ اصحابِ رسولؐ سے کٹ کر کوئی شکل اور صورت ہی نہیں کہ انسان حیاتِ رسالت کے اس آدھے بلکہ آدھے سے بھی زیادہ حصّے سے مطلع ہوسکے اور جب حیاتِ نبوت پر مطلع نہیں ہوگا تو اس کے اتباع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

حضرت ام المومنینؓ کا ارشاد

معلّمۂ امت، محسنۂ امت، حبیبۂ حبیبِ خدا، صدیقہ بنتِ صدیقؓ حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں شریح بن ھانی حاضر ہُوا اور موزوں پر مسح کے متعلق سوال کیا۔ حضرت ام المومنینؓ نے فرمایا۔ ابن ابی طالب سے پوچھو فَاِنَّهٗ كَانَ يُسَافِرُ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس مَیں نے جا کر حضرت علیؓ سے مسئلہ پوچھا۔ (صحیح مسلم جلد اول، کتاب الطہارۃ، باب المسح علی الخفین)

تو معلمۂ امت حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اصول بتا دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گھر سے باہر، سفر کی زندگی سے متعلق مسائل، ہم اہل بیت سے نہیں بلکہ آپ کے ساتھ سفر میں زیادہ رہنے والے اصحابؓ رسولؐ سے دریافت کرو۔ پھر چونکہ حیاتِ نبوت دین ہے دین نام ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی کی سیرت وسنّتِ طیبہ طاہرہ کا ہے۔ لہٰذا جو شخص آپ کی حیاتِ طیبہ کا دشمن ہُوا۔ وہ اسلام کا دشمن ہوگا۔

۲-اہل بیت

نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ و اصحابہ وسلم کی اندرونِ خانہ یعنی بیت کی زندگی سے باخبر ہونے کے لئے ہمیں آپؐ کی اہل بیت، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی خدمت میں حاضر ہونا پڑے گا۔ اللہ کے محبوبؐ رسول کی گھر کے اندر قریباً $\frac{?}{9}$ گھنٹے کی حیات طیبہ کے حالات و کوائف سے اہل بیتؓ رسولؐ کے سوا کوئی بھی آگاہ نہیں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہا — رسول کریم صلی اللہ کے ابن العم حبرِ امّت، مفسّرِ قرآن — ایسی عظیم شخصیت سے سعد بن ہشام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز وتر کے متعلق پوچھا تو حضرت ابنِ عباسؓ نے فرمایا:۔

"مَیں تم کو وہ ذات نہ بتلا دوں جو ساری دنیا سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کی عالم ہو اعلم اھل الارض، سعد بن ہشام نے پوچھا "من"؟ وہ کون ہیں؟ قال عائشة فَأْتِها۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا۔ وہ حضرت عائشہؓ ہیں تم ان کے پاس جاؤ۔ (صحیح مسلم جلد اول، کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ اللیل و سنن ابی داؤد، باب فی صلوٰۃ اللیل)

غرض حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اندرونِ خانہ بیتِ نبوت کی زندگی کی تفصیلات صرف آپؐ کی اہل بیت یعنی ازواج مطہرات ہی پوری طرح جانتی ہیں۔ اب جو کوئی اہل بیتِ رسولؐ کا دشمن ہے اور ان سے استفادہ نہیں کرتا، وہ خود گویا نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری تہائی زندگی کے حالات و کیفیات سے نہ صرف خود اندھیرے میں رہتا ہے بلکہ دنیا کو بھی اندھیرے میں رکھتا ہے۔

اہل بیتِ رسولؐ کے دشمن

تو یہ صرف اہل بیتؓ رسولؐ کا دشمن نہ ہُوا بلکہ درحقیقت یہ حیاتِ نبوّت کا دشمن ہُوا۔ حیاتِ نبوت کی پوری تہائی کو انسانیت کی آنکھوں سے مستور و مخفی رکھنے کا مجرم ہُوا گویا پورے دین کے تیسرے حصہ سے انسانیت کو محروم رکھنے کا مرتکب ہُوا۔ لہٰذا دین کا دشمن ہُوا۔

۳-آلِ رسولؐ

اب رہے آپؐ کی حیاتِ طاہرہ کے روزانہ چوبیس گھنٹوں میں سے باقی چار گھنٹے۔ یہ چار گھنٹے حویلی کے اندر اور بیت کے باہر دار میں خاص قرابتداروں، خویش و اقارب اور اجازت سے آنے والے خاص اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ گذرتے ہیں۔ لہٰذا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دار کے اندر کی چار گھنٹے کی حیاتِ طیبہ کے حالات سے

آلِ رسولؐ یعنی آپؐ کے رشتہ دار، خویش و اقرباء، سسرال، داماد، وغیرہ آگاہ ہیں اور ان کے سوا ان حالات سے کوئی باخبر نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا حیاتِ نبوّت کے ان چار گھنٹوں کے حالات کے لئے ہمیں آلِ رسولؐ سے استفادہ کرنا ہوگا، تب جاکر ہم پورے اسلام کے نور سے منور ہوں گے اور صحیح مسلمان ہوں گے۔

آلِ رسولؐ کے دشمن

لیکن جو لوگ آلِ رسولؐ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیزوں، قریبوں، سسرال اور دامادوں پر طعن و تشنیع کرتے ہیں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مقدسہ مطہرہ کے ان چار گھنٹوں سے قطعاً بے بہرہ رہتے ہیں اور گویا نورِ نبوت سے پورے طور پر منور و مستنیر نہیں ہوتے بلکہ شب و روز کے چار گھنٹے اندھیرے میں رہتے ہیں۔ یہ لوگ آلِ رسول کے دشمن کیا ہوئے نبوّت کی پوری حیات طیبہ کے چھٹے حصے سے انسانیت کو محروم کر دینے کے مجرم ہوئے اور اس طرح یہ خود دین اسلام کے دشمن و بدخواہ ہوئے۔

صحابہ کرامؓ

آلِ رسولؐ ہوں یا اہل بیتِ رسولؐ ان کی عظمت کی اصل بھی صحبتِ رسولؐ ہے۔ یعنی رسولؐ کا صحابیؓ ہونے کی وجہ سے ان کی عظمت ہے۔ فرض کرو اگر کوئی آلِ رسولؐ میں داخل ہے یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرابتدار ہے لیکن صحابی نہیں تو اس کی کوئی قیمت نہیں۔ درحقیقت رسولؐ کا صحابیؓ ہونا ہی شرافت و عظمت کی اصل ہے

صحابیؓ کی تعریف

شیخ الاسلام علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے صحابیؓ کی تعریف یہ کی ہے:-

ان الصحابی من لقی النبی صلی اللہ علیہ والٰہ وسلم مؤمنًا بہ ومات علی الاسلام۔ (الاصابہ الفصل الاول فی تعریف الصحابی رضی اللہ عنہ مطبوعہ مصر جلد اول ص ۱۰)

"بالتحقیق صحابی وہ ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی آپؐ پر ایمان لے آکر! اور اس کی موت بھی اسلام پر ہوئی۔

جس خوش نصیب شخص کو ایمان کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار جلوۂ جمال اور ملاقات کا شرف نصیب ہوا، اور پھر وہ اسلام پر مرا وہ اللہ کے محبوب رسولؐ کا صحابی ہے — تو اس تعریف کے تحت جمیع اصحابِ رسول، اہلبیت اور آلِ رسول آپؐ کے صحابی ہوئے۔

صحابی واحد ہے۔ صُحُبؓ اور صحابۃؓ جمع۔ جن سے دنیا کو دین ملا اور انسانیت جہنم سے بچی۔ کوئی مسلمان ان کے بارِ احسان سے سبکدوش نہیں ہو سکتا۔

بقیہ، آیات بیّنات

توضیح یہ ہے کہ ہر انسان اپنی ذمہ داریوں سے کس طرح عہدہ برآ ہو سکتا ہے؟ اتنا علم حاصل کرنا اس پر لازم اور ضروری ہے۔ مثلاً بلوغت کے ساتھ نماز فرض ہو گئی۔ اب نماز ایسی ذمہ داری ہے جو خود ہی نبھانی ہے تو اس کا علم لازم ہو گیا۔ مال آ گیا زکوٰۃ فرض ہو گئی تو اس کے مسائل سیکھے، حج لازم ہو گیا تو اس کی کیفیات سے واقف ہو — روزہ کے مسائل سیکھے، تاجر پیشہ ہے تو حدود الٰہی کے اندر رہ کر تجارت کیسے کرنی ہے۔ اس کے احکامات سے واقف ہو، ملازمت اور مزدوری کرتا ہے۔ صنعت پیشہ ہے۔ ملکی اور قومی کسی درجہ کی ذمہ داری اس پر ہے تو اس سے واقف ہو۔ حلال و حرام کا علم سیکھے کہ ہر انسان کی یہ بنیادی ضرورت ہے اسی پر تجارت اخروی کا مدار ہے — باقی رہ گئے اونچے درجہ کے مسائل تو اس کے لئے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو ان میں مہارت و حذاقت پیدا کرے اور بوقت ضرورت قوم کی رہنمائی کرے۔ اس فرق کو ملحوظ خاطر رکھ کر یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ انسان کا اصل طرۂ امتیاز علم ہے انسانی برادری کے ابا حضور حضرت آدم علیہ السلام

نشریہ ریڈیو پاکستان

۱۳ر نومبر ۱۹۸۱ء

شام ۵ بجے

آیاتِ بیّنات

محمد سعید الرحمٰن علوی

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ اٰلہ وصحبہ و من تبعھم الیٰ یوم عظیم — امّا بعد: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:-

وما کان المومنون لینفروا .... لعلھم یحذرون۔

سورۂ توبہ کی یہ آیت کریمہ ہے جس کے الفاظ تلاوت کئے گئے ہیں۔ حرف مدعا سے قبل اس سورۃ کے متعلق یہ معلوم کر لیں کہ اس سورۃ کا زمانہ نزول فتح مکہ کے بعد ہے۔ ۹ھ میں جناب سرور کائنات علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے رفقاء کی ایک بڑی جماعت فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے مکہ معظمہ گئی۔ اس کے امیر آپ کے جانثار ساتھی اور جماعت صحابہ میں سے سب سے افضل بزرگ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔ ان حضرات کے جانے کے بعد سورۃ کا بالعموم ابتدائی حصّہ نازل ہوا۔ جس میں معاندین اسلام بالخصوص مشرکین مکہ کے سلسلہ میں واضح احکامات اعلان سے مکمل لاتعلقی و بیزاری کا اعلان ارشاد فرمایا گیا۔ ایک حصہ غزوۂ حنین سے متعلق ہے جو فتح مکہ کے معاً بعد پیش آیا۔ یہود و نصاریٰ کی اسلام دشمنی پر تفصیلی گفتگو اس سورۃ میں ہے اور ان کے متعلق احکامات کا ایک بڑا حصہ بھی اسی سورۃ میں ہے جبکہ سورۃ مبارکہ کا آخری حصہ غزوۂ تبوک سے متعلق ہے جو گویا جناب سرورِ کائنات علیہ السلام کی زندگی کا بہت ہی اہم اور سب سے آخری غزوہ ہے۔ اس غزوہ میں آپ کا مقابلہ اس دَور کی ایک بہت اہم حکومت سے تھا۔ سخت گرمی کا موسم، مدینہ طیبّہ میں فقر و افلاس کا عام دور دَورہ اور پریشانی کی سی کیفیت تھی۔ سال گذشتہ فصل اچھی نہ ہوئی تھی اور اس سال فصل کا رنگ ڈھنگ اچھا تھا۔ اور اب اس کی برداشت کا گویا وقت تھا۔ جب آپ کی طرف سے غزوہ کا اعلان ہوا۔ یہی وہ غزوہ ہے جس میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر کے کُل اثاثہ کو جناب رسالت مآبؐ علیہ السلام کے قدموں میں ڈھیر کر دیا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نصف اثاثہ کو — حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بقول زرقانی دو سو اوقیہ چاندی اور دو سو اونٹ معہ ساز و سامان پیش کئے جبکہ دوسری روایات میں نو سو اونٹ تک کا ذکر ہے۔ تیس ہزار کی فوج لے کر آپ مدینہ منورہ سے نکلے اور دس ہزار گھوڑے آپ کے ہمراہ تھے۔ اہل حرم کی حفاظت کے لئے آپؐ نے اپنے عزیز ترین صحابی حضرت علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہ' کو مدینہ کو چھوڑا جس پر انہوں نے شکایت بھی کی کہ آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں تو آپؐ نے انہیں تسلی دی۔ منافقین مدینہ نے تو حسب عادت پہلوتہی کی اور آپؐ کی واپسی کے بعد قسمیں کھا کر خود ساختہ عذر پیش کئے جب کہ صحابہؓ میں سے تین حضرات ایسے تھے جو محض کاہلی کے سبب ساتھ نہ جا سکے۔ ان کی توبہ کا قصہ بڑا طویل اور عبرت ناک ہے۔ قرآن عزیز نے میں اپنے مخصوص انداز میں اسے بیان کیا ہے۔ اس سے حضرات صحابہ علیہم الرضوان کے خلوص اور دینی جذبات کا اندازہ ہوتا ہے۔

تبوک کے ان تفصیلی واقعات کے معاً بعد یہ آیت کریمہ ہے جو ابتدا میں آپ نے سماعت فرمائی۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ترجمہ پہلے سُن لیں۔

"اور ایسے تو نہیں مسلمان کہ کوچ کریں سارے، سو کیوں نہ نکلا ہر فرقہ میں سے ان کا ایک حصہ تاکہ سمجھ پیدا کریں دین میں اور تاکہ خبر پہنچائیں اپنی قوم کو جب کہ لوٹ کر آئیں ان کی طرف تاکہ وہ بچتے رہیں۔"

ایک خادمِ قرآن نے آیت مندرجہ کے ضمن میں جو کچھ لکھا وہ اس قابل ہے کہ اسے من و عن نقل کر دیا جائے۔ کیونکہ یہ تشریح ایسی ہے کہ روح قرآن کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ فرماتے ہیں:-

"گذشتہ رکوعات میں جہاد میں نکلنے کی فضیلت اور نہ نکلنے پر ملامت تھی۔ ممکن تھا کوئی یہ سمجھ بیٹھے کہ ہمیشہ ہر جہاد میں تمام مسلمانوں پر نکلنا فرض عین ہے۔ اس آیت میں فرما دیا کہ نہ ہمیشہ ضروری ہے نہ مصلحت ہے کہ سب مسلمان ایک دم جہاد کے لئے نکل کھڑے ہوں۔ مناسب یہ ہے کہ ہر قبیلہ اور ہر قوم میں سے ایک جماعت نکلے، باقی لوگ دوسری ضروریات میں مشغول ہوں۔ اب اگر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم بنفس نفیس جہاد کے لئے تشریف لے جا رہے ہوں تو ہر قوم میں سے جو جماعت آپ کے ہمراہ نکلے گی وہ حضورؐ کی صحبت میں رہ کر اور سینکڑوں حوادث و واقعات سے گذر کر دین اور احکامِ دینیہ کی سمجھ حاصل کرے گی اور واپس آ کر اپنی باقی ماندہ قوم کو مربیانہ علم و تجربہ کی بناء پر بھلے بُرے سے آگاہ کرے گی۔ اور فرض کیجئے اگر حضور خود مدینہ میں رونق افروز رہے تو باقی ماندہ لوگ جو جہاد میں نہیں گئے حضورؐ کی خدمت سے مستفید ہو کر دین کی باتیں سیکھیں گے اور مجاہدین کی عدم موجودگی میں جو وحی و معرفت کی باتیں سنیں گے ان سے واپسی کے بعد مجاہدین کو خبردار کر دیں گے ——

اب پیغمبر دنیا میں تشریف فرما نہیں لیکن علم دین اور علماء موجود ہیں۔ طلب علم فرض کفایہ ہے اور جہاد بھی فرض کفایہ ہے۔ البتہ اگر کسی وقت امام کی طرف "نفیر عام" ہو جائے تو جہاد "فرض عین" ہو جاتا ہے۔

علماء نے جہاد اور علم میں مناسبت یہ بیان فرمائی ہے کہ دونوں میں خروج فی سبیل اللہ ہے اور دونوں کی غرض احیائے و اعلان دین ہے۔ ایک میں تلوار سے اور دوسرے میں زبان وغیرہ سے —— بہرحال بتلانا یہ مقصود ہے کہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ ساری قوم ایک ہی طرف نہ چل پڑے۔ تقسیم کار کا اصول ہمیشہ پیشِ نظر رکھے۔ اور اجتماعی معاملات میں یہ بات ذہن نشین رکھے کہ اگر کچھ لوگ اس ذمہ داری کو پورا کر لیں گے تو سبھی عہدہ برآ ہو جائیں گے۔ یہی مفہوم ہے خالص دینی اصطلاح فرض کفایہ کا —— مخصوص حالات کی بات الگ ہے۔ جہاد میں ایسا ہو سکتا ہے کہ کبھی مجاہدین کی مخصوص جماعت کمزوری محسوس کرے تو حکمران وقت نفیر عام کے ذریعہ سب لوگوں کو پابند کر سکتا ہے لیکن یہ بات خصوصی احوال سے متعلق ہے۔ عمومی طور پر وہی بات ہے کہ تقسیم کار کا اصول پیشِ نظر رہے۔ اب جس طرح جہاد کی خاطر ایک جماعت کی تنظیم و تربیت ضروری ہے اسی طرح کا معاملہ "علم" کا ہے بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر۔ کیونکہ علم ایسی بنیادی چیز ہے جس سے کسی کو مفر نہیں یہی وجہ ہے کہ سرور کائنات علیہ السلام نے فرمایا کہ طلب العلم فریضة علیٰ کل مسلم" ایک خاص حد تک علم کا حصول ہر مسلمان پر فرض اور وہ اس کا پابند ہے۔ جس کی مختصراً

(باقی ۳۴ پر)

اِسلامی حکومت کے عاملین

حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم
قال اللّٰہ تعالیٰ: واذا حکمتم بین النّاس ان تحکموا بالعدل ؕ

حضرات: آج آپ صاحبوں کو یہاں ایک سرکاری دفتر کے اندر دیکھ کر بہت خوش ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ آپ کی نصرت فرمائیں

بہترین حکومت

کراچی میں میری تمنا تھی اور یہ جی چاہتا تھا کہ سرکاری ملازمین کی کوئی مجلس ہوتی تو ان سے میں کچھ کہتا۔ مگر میری یہ تمنا وہاں پوری نہ ہوئی لیکن بحمد اللہ کہ میری یہ تمنا یہاں آ کر پوری ہوئی اور آج مجھے سرکاری ملازمین کے سامنے تقریر کرنے کا موقع ملا۔ جس کی وجہ یہ ہوئی کہ آپ جن کی نگرانی میں کام کر رہے ہیں وہ آپ کی اصلاح، اخلاقی پاکیزگی اور اچھائی کی فکر کر رہے ہیں۔ اور وہ دل سے چاہتے ہیں کہ ان کے عمال، دیانت امانت احساس ذمہ داری اور پاکیزہ اخلاق کے ساتھ اپنے فرائض کو ادا کریں۔ اور کسی حکومت کی یہی سب سے بڑی سعادت مندی اور خوش بختی ہے کہ وہ اپنے اندر اصلاحی روح رکھتی ہو اور اپنے ماتحتوں اور رعایا کی سیرت، کردار اور اخلاق کی اہمیت پر یقین رکھتی ہو اور اس کے لئے بھی ویسے ہی کوشش کرتی ہو۔ جیسی وہ شہری انتظام اور امن و امان کے لئے کرتی ہے اور صحیح بات تو یہ ہے کہ شہری انتظام کی خوبی اور امن و امان کی بحالی بھی زیادہ تر رعایا اور ملازمین کے کردار کی بہتری اور اخلاق کی عمدگی پر منحصر ہے۔

آیتِ بالا کا وسیع مفہوم

میں نے آغاز کلام جس آیت پاک سے کیا ہے وہ سورۂ نساء کی آیت ہے۔ جس کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ

"جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو۔

فیصلہ کرنے کے لفظ سے صرف یہ نہ سمجھا جائے کہ اِس کا تعلق صرف عدالت کی کرسی پر بیٹھنے والے حاکم سے ہے بلکہ اس کا تعلق حکومت کے ہر فرد اور ہر کارکن سے ہے۔ حکومت کے ہر فرد کا تعلق باشندوں کے معاملات اور کاموں سے پڑا کرتا ہے۔ اِس لئے ہر معاملہ اور ہر کام کے متعلق حاکم کو قلم اٹھاتے ہوئے انصاف کرنا چاہیئے۔ اسیطرح تقررات کی ہر مجلس کے کارکن کو انصاف کے ساتھ امیدواروں کے متعلق رائے دینی چاہیئے۔ کلرکوں کو اور ماتحت کارگذاروں کو اسی انصاف کے ساتھ نوٹ تیار کرنا چاہیئے۔ پولیس کو اسی انصاف کے ساتھ کام کرنا چاہیئے، غرض رئیس حکومت اور وزراء سے لے کر کلرکوں اور سپاہیوں تک ہرایک کو اپنے اپنے دائرہ میں انصاف پر کاربند ہونا چاہیئے۔ یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ انصاف صرف حاکموں، ججوں اور مجسٹریٹوں کو کرنا چاہیئے۔ بلکہ ہر ملازم حکومت کو اپنے اپنے دائرہ میں انصاف کا پابند ہونا چاہیئے۔ اسی سے حکومت کی نیک نامی بلکہ قیام اور بقا منحصر ہے، دوستوں کی دوستی عزیزوں کی عزیز داری دشمنوں کی دشمنی، دولتمندوں کی دولتمندی طاقت والوں کی طاقت، کوئی چیز آپ کو انصاف کی حد سے باہر نہ لائے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کی پہلی تقریر میں فرمایا تھا کہ تم میں سے قوی میرے نزدیک ضعیف ہے جب تک اس سے حق نہ لے لیا جائے۔ اور تم میں سے ضعیف میرے نزدیک قوی ہے جب تک اس کا حق اس کو نہ دلایا جائے۔

آیت بالا میں لفظ ناس بھی غور کے قابل ہے۔ یہ نہیں کہا گیا کہ اس انصاف کا لحاظ صرف مسلمانوں کے درمیان کرو بلکہ فرمایا گیا کہ لوگوں کے درمیان کرو۔ جس میں

مسلم اور غیر مسلم سب داخل ہیں۔ انصاف اور قانون کی نظر میں سب کو مساوات اور یکسانی حاصل ہے۔ اور اسی سے اسلامی حکومت کی اصلی خصوصیات نمایاں ہو سکتی ہیں۔

ملازمین حکومت کے اعضاء ہیں

حضرات: حکومت اگر ایک جسم ہے تو اس کے سارے ملازمین اور چھوٹے بڑے افسر اس کے اعضاء و جوارح ہیں۔ اگر حکومت کی کوئی مجسم شکل ہوتی تو اسکی ہاتھ اور پاؤں، آنکھ کان اور ناک وغیرہ یہی لوگ ہوتے ہیں۔ جو کانسٹیبل اور کلرک سے لے کر وزراء تک شمار ہوتے ہیں۔ حکومت کی اچھائی اور برائی انہیں لوگوں کی اچھائی اور برائی سے ہوتی ہے۔ اگر عام لوگ ان سے اذیت اور دکھ محسوس کرتے ہیں تو حکومت بری کہلائے گی اور اگر عوام کو ان سے راحت و اطمینان حاصل ہو تو حکومت اچھی کہلائے گی۔

راحت کثرتِ آمدنی میں نہیں قلتِ مصارف میں ہے

عام طور پر ملازمین ایک نہایت معمولی اور افسوسناک ذہنیت کا شکار رہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ ہمیشہ ان کو اس کی فکر رہتی ہے کہ ان کی تنخواہ زیادہ سے زیادہ ہو۔ اور آمدنی کا دروازہ کشادہ رہے کہ ان کے لیئے راحت و آسائش کے سامان مہیا رہیں۔ کار ہو، شاندار مکان ہو، عمدہ سوٹ ہو۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ راحت و آسائش کا اصلی مقام ان سارے تصورات سے بہت دور ہے، تنخواہ کی ترقی عموماً اضافہ مصارف کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اہل وعیال کے بجائے یہ روپیہ فیشن پرستی پر خرچ ہو جاتا ہے۔ وہ اپنی زائد آمدنی چائے، سگریٹ، بیڑی سینما اور بیہودہ اخراجات میں خرچ کرتا ہے عموماً دیکھا جاتا ہے کہ ضروری مصارفِ حیات کے بجائے اس قسم کی آمدنیاں مُسرفانہ مصارف ہی میں خرچ ہو جاتی ہیں۔ اور ان مُسرفانہ مصارف کا سلسلہ مزید مُسرفانہ مصارف کا باعث بن جاتا ہے۔ چھوٹے ملازموں سے لیکر بڑوں تک یہی حال ہے۔ اسلئے راحت کی اصلی راہ قناعت کے ساتھ اپنے غیر ضروری مصارف کو گھٹانا ہے ان کا بڑھانا مزید آمدنی کا طالب ہونا۔ پھر اس کی صورت یا قرض ہے یا ناجائز صورت رزق۔ جس سے نہ صرف ملازمین کی تباہی ہوتی ہے بلکہ پوری ملت کی تباہی ہوتی ہے۔ غور کیجیئے: اگر کسی کو اپنی کار کے باعث کوئی خوشی ہے تو دوسرے کے پاس دو ہوں گی اور اس سے بھی بہتر تو دوسرے کا یہ حال دیکھ کر پہلے کو اپنی حالت پر پھر افسوس آئے گا۔ اور دو کار والے کے مقابلے میں اس کو اپنی کمتری و حقارت کا احساس ہوگا۔ اسی طرح ان چیزوں میں ہر ایک دوسرے سے کچھ کم یا زیادہ ہوگا ان چیزوں میں جس قدر بھی اپنے افکار کو الجھایا جائے گا اسی قدر پریشانی خاطر بڑھتی اور پھیلتی جائے گی۔ اسلئے ان چیزوں کو تسکین و راحت کا معیار ہرگز قرار نہیں دیا جاسکتا۔ تسکین و راحت اور اطمینان کی اصل اور بنیادی چیزیں، صحیح نیت، دیانت امانت اور عبادت سمجھ کر کام انجام دینا ہے، الا بذکر اللہ تطمئن القلوب اور یہی خوبیاں اسی قسم کے تصورات اور اسی قسم کے مشاغل حقیقی راحت و اطمینان کے موجب ہوں گے، کاروباری اور حساب و کتاب کی سی ذہنیت اور رواجی قسم کی راحتِ قلبی مزاج میں پیدا ہو جانے سے کمائی سے برکت ہی اٹھ جاتی ہے، برکت کو نہ جانے لوگ کیا سمجھ رہے ہیں۔ شاید یہ سمجھتے ہوں کہ بیس کے تیس ہو جائیں یا تیس کے چالیس ہو جائیں، برکت کا یہ مفہوم بھی ہو سکتا ہے، لیکن حصولِ برکت کی دوسری بہترین صورت یہ ہے کہ ضرورتیں خود بخود ہی کم ہوتی جائیں اور پیدا شدہ ضرورتوں کو تھوڑی آمدنی ہی باآسانی مکتفی ہو جائے

اسلامی حکومت کی خدمت بھی عبادت ہے

اِسلام کا ہم پر یہ بڑا احسان ہے کہ وہ ہمارے تمام کاموں کو عبادت بنانا چاہتا ہے، اِسلام کے متعلق یہ سمجھنا کہ وہ صرف مسجد میں محدود ہے۔ صحیح نہیں۔ اِسلام تو جس طرح مسجد میں ہے۔ اسیطرح معرکہ کارزار میں، اسی طرح مدرسہ میں۔ اسیطرح دفتر میں اور اسیطرح کارخانہ میں۔ ہماری زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جسے ہم اِسلام سے باہر سمجھ سکیں۔ یہ دین و دنیا کی تفریق ہی غلط ہے۔ جس طرح مسجد میں نماز پڑھنا عبادت ہے اسی طرح دفتر میں خلوص نیت سے حکومت کے کسی کام کو انجام دینا بھی عبادت ہے، ایک مسلمان اِسلامی حکومت کا عامل ہو کر اپنی امانت و دیانت کو قائم رکھ کر ہر وقت ہی عبادت میں رہ سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس کی نیت

میں اِخلاص ہو۔ ایک مجاہد سرحد پر پہرہ دے کر اسی طرح ثواب حاصِل کر سکتا ہے جس طرح ایک نمازی نفل پڑھ کر۔ بعض اوقات مجاہد اس نفل پڑھنے والے سے بھی بڑھ جاتا ہے

عوام کی خدمت

یہاں یہ بات خاص طور پر یاد رکھنے کی ہے کہ عمّالِ حکومت کو اکثر ایسے مواقع پیش آجاتے ہیں کہ وہ عوام کی اِن واقعی ضرورتوں کو جن کو پورا کرنے کے لیئے انہیں کرسیاں دی گئیں ہیں اور تنخواہیں مقرر کی گئی ہیں استحصالِ ناجائز کے بغیر پورا کرنے کو تیار نہیں ہوتے، ایک دفتر میں کوئی نووارد ضرورتمند پہنچ جائے تو اس کو مفید مشورہ دینے کے بجائے ٹال مٹول کر اِدھر اُدھر کے چکر میں مبتلا کر دیا جاتا ہے، بالآخر وہ پریشان و مجبور ہو کر اپنی ضروریات کو پانا یا محروم رہ جاتا ہے۔ دونوں صورتوں میں وہ اپنے دِل میں ایک شدید اذیت محسوس کرتا ہے۔ کہ جو لوگ اس کی سہولت بہم پہنچانے پر متعین ہیں ان سے نفع کی بجائے کتنا نقصان پہنچ رہا ہے۔ حقیقت میں ایسے لوگوں سے حکومت کا وقار بڑھنے کے بجائے گرتا جاتا ہے۔ اور اخلاقی دنیا میں اسیطرح حکومت کی کوئی وقعت باقی نہیں رہتی گذشتہ دور میں مسلمانوں کی بعض شخصی حکومتیں بھی ایسی رہی ہیں جنہوں نے اپنے دور حکومت میں اخلاق وانسانیت کا بڑا مقام پایا۔ اِس وقت مجھے ملک شاہ سلجوقی کا ایک واقعہ یاد آیا کہ گھوڑے پر سوار ایک پل گزر رہا تھا کہ سامنے ایک بڑھیا آکر کھڑی ہو گئی جس کے لڑکے کو کسی سپاہی نے بطور بیگار پکڑ لیا تھا۔ بڑھیا نے بڑے دردمند لہجے میں سلطان سے فریاد کی کہ تمہارا فلاں سپاہی میرے لڑکے کو بلا وجہ پکڑ کرلے گیا ہے، سُلطان نے کہا تم دربار میں استغاثہ پیش کرو۔ بڑھیا نے کہا کہ اے سلطان! میرا فیصلہ تم کو اسی پل پر کرنا ہوگا۔ یا کل اس پُل (پل صراط) پر فیصلہ ہوگا۔ بڑھیا کی بات سن کر سُلطان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اور اسی وقت بڑھیا کی فریاد رسی کی۔

اِسلامی حکومت کی عدالت

عدالت میں قاضی ہوں یا جج صاحبان، بہرحال انہیں اپنی ذمہ داری کو صحیح طریقہ سے ادا کرنے کیلئے بڑی احتیاط دیانت اور احتساب کے ساتھ کام کرنا پڑے گا۔ بار بار ان کے پاس قسم قسم کے مقدمات آئیں گے اور ہر ہر مقدمہ اور اس کا فیصلہ ان کے لیئے نازک ترین امتحان ہوگا۔ اگر وہ اپنے آپکو اللہ کا خلیفہ، رسولُ اللہ کا پیرو سمجھ کر اخلاص نیت و فکر سلیم کے ساتھ فیصلہ کریں گے تو اللہ تعالےٰ کے ہاں بڑا اجر و ثواب پائیں گے۔ اپنے بلند کردار کی تعمیر کریں گے، قوم کے لیئے باعث عزت و فلاح ہوں گے۔ حکومت کے لیئے ایک مستحکم رکن اور مضبوط کارکن ثابت ہوں گے۔ عدالتوں کی یہ صفت و سعادت ایسے ایسے مفید اثرات و برکات کی موجب ہوگی کہ سارے عوام میں کردار اصول اور اخلاقِ حسنہ کی استعداد پیدا ہو کر سعادتمند سوسائٹی کی بنیاد پڑتی جائے گی۔ اور اسی طرح کی اجتماعی برکات رکھنے والی حکومت سارے عالم کو خیر و سعادت کی طرف "دعوت دینے والا ادارہ"، بن جائے گی۔ لیکن اگر پیش آنے والے مقدمات کو صحیح طرح سمجھنے کی کوشش نہ کی گئی دیانت و امانت کے متعلق اسلام کے بتائے ہوئے اصول کو نظر انداز کر دیا گیا اور رشوت دار تشاء کا ذوق و شوق پیدا ہو گیا تو صحیح کے مطابق اپنے لیئے دہکتی ہوئی آگ کے انگاروں کا انتظام کر لیا گیا ہے۔ دنیا میں بھی اِس کا اثر رسوائی اور بدنامی کے سوا کچھ نہیں۔ یہ معلوم رہے کہ آج کے فیصلے کیئے ہوئے مقدمات کل سب کے سب اللہ کے حضور میں پیش کیئے جائیں گے۔ اس وقت یہ ہرگز ضروری نہیں ہوگا کہ جس شخص کو آج مقدمہ میں اس کے اپنے نقطہ نظر سے کامیابی ہوئی۔ یا کسی وکیل کی چرب زبانی یا کسی گواہ کی کذب بیانی سے کچھ حاصِل ہوا، تو کل بھی اِس کو یہ کچھ اسیطرح حاصِل ہو جائے۔ وہاں کسی کی چرب زبانی کسی کی ناجائز تدبیر اور کسی کی ہوشیاری کارگر نہیں ہوسکتی۔ اس لیئے جو لوگ غلط فیصلے سے کوئی چیز حاصِل کریں۔ جو ان کی نہیں تو وہ ان کے لیئے باعثِ عذاب ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فریقین مقدمہ میں کوئی زیادہ فصیح اللسان بھی ہوتا ہے، تو میں اگر کسی کی کوئی چیز دلا دوں جو اس کی نہیں تو میں نے اس کو آگ کا ٹکڑا دیا ہے۔ راد کمال اقبال دو صحابیوں میں ایک زمین کے باب میں جھگڑا تھا۔ حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا کہ: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی کی ایک بالشت بھر زمین بھی ناجائز طور پر دبائے گا تو قیامت کے دن زمین کے ساتوں طبقوں میں دھنسا دیا جائیگا۔ یہ سن کر ان صحابیوں نے زمین سے اپنا دعوےٰ اٹھا لیا۔ اور ہر ایک

یہ کہنے لگا، کہ یہ آپ لیں اور وہ کہتا کہ آپ لیں۔

اسلام میں حکومت کا مطمحِ نظر ہی یہ ہے کہ انسانوں کے سارے مسائل و معاملات کو عدل و انصاف کے ساتھ انجام دیا جائے اور انہیں کتاب و سُنّت کے مطابق زندگی گذارنے کے مواقع بہم پہنچائے جائیں تاکہ اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل ہو۔

حاکمانہ ذمّہ داری

حاکمانہ ذمہ داری ایک نازک و مشکل ترین ذمہ داری ہے حکومت کا ایک معمولی ملازم بھی اگر دیانت و احساس کے ساتھ اپنے فرائض کو انجام دے گا تو پوری ملّت کی تعمیر و اصلاح میں حصہ دار ہوگا۔ اور اگر وہ اپنی ڈیوٹی میں دیانتدار نہ ہوگا تو اس کا ضرر پوری ملّت کو ضرور متائثر کرے گا۔ عوام کے اندر مقبولیت یہ ہرگز نہیں کہ سنگینوں کے زور اور قاہرانہ دباؤ سے اپنا وقار جمایا جائے۔ رعب اور طاقت کے ذریعے اپنی سیادت وقیادت کو ان سے منوایا جائے۔ بلکہ حقیقی مقبولیت وہی ہے جو دلوں کو راغب کرنے والی ہو۔ اور یہ پاکیزہ اخلاق اچھے کردار اور فرض شناسی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ مجھے اس وقت ایک واقعہ یاد آیا۔ ایک دفعہ ہارون الرشید اپنے محل میں تھا حرم سرا کی کنیز بازار کی طرف دیکھ رہی تھی تو کیا دیکھتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک کے استقبال کے لیئے ساری مخلوق امڈی چلی آرہی ہے خلیفہ نے پوچھا، تو کیا دیکھ رہی ہے تو کنیز نے جواب دیا یا امیرالمومنین اصل بادشاہی عبداللہ بن مبارک کی ہے۔ جو لوگوں کے دلوں پر حکومت کر رہے ہیں۔ آپ کی نہیں جو لشکریوں کے زور و جبر سے حاصل ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک کی ساری زندگی ذکر و شغل، نوافل، روزوں اور جہاد میں گذرتی تھی۔ جسکے نتیجے میں دنیا کے اندر بھی اللہ تعالےٰ نے انہیں مقبولیت کا بڑا انعام بخشا تھا۔ حقیقت میں یہی مفہوم ہے۔ اس حدیث پاک کا کہ کسی بندے پر جب اللہ تعالےٰ خوش ہوتے ہیں تو یوضع له القبول فی الارض۔ زبانِ حق سے اس کا اچھا ذکر کرایا جاتا ہے۔ اور اس کی نیک نامی کا آوازہ خود بخود پھیلتا چلا جاتا ہے "زبانِ خلق کو نقّارہ خدا سمجھو"، عمّال حکومت کا سب سے بڑا اور اہم فرض ہے کہ وہ اپنے کاموں کو اللہ کا خوف رکھ کر اہم اور غیر اہم کی ترتیب سے پوری دیانت اور انصاف کے ساتھ انجام دیں۔ اپنے آپکو عوام کا خادم سمجھتے رہیں۔ اسی صورت میں عوام راتوں کو رو رو کر ان کی فلاح و نجات کیلیئے دعا کریں گے اور ان کے دلوں میں عمّال حکومت کی بڑی عزت و احترام پیدا ہوگا۔

عُمّالِ حکومت کی ذہنیت

ایک اسلامی حکومت کے عمال کو اپنے متعلق یہ خیال ہرگز نہ کرنا چاہیئے کہ وہ پیشہ ور مزدور ہیں بلکہ بحیثیت مسلمان کے وہ اسلامی حکومت کے حصہ دار شریک کار ہیں۔ ان کی تنخواہ حقیقت میں محض پابندیٔ وقت کی جزا ہے، کام تو محض رضاءِ الٰہی کے لیئے انہیں کرنا چاہیئے۔ جس طرح آئمہ مساجد اور مؤذنین کی تنخواہ کو متاخرین نے صرف صرف حبس اور پابندی وقت کے باعث جائز رکھا ہے۔ اسی طرح اسلامی حکومت کے عام ملازمین کی تنخواہ کا مسئلہ اگر عمّال تو اسی اصول پر ادا کر سکتے ہیں۔ عبادت صرف نماز روزہ ہی نہیں بلکہ اللہ ہی کی رضا جوئی کے لیئے جملہ خدمات انجام دینا عبادت ہے۔ اسلام تو مسلمانوں کو ہر وقت عبادت میں رکھنا چاہتا ہے۔ اس دین سے زیادہ محبوب و محترم کونسا دین ہو سکتا ہے۔ جو اپنے پیروؤں کی پوری زندگی کو عبادت گذار بنانا چاہتا ہو اور اپنے پاس ان کی زندگی کے سارے مسائل کے لیئے قابلِ ہدایت روشنی رکھتا ہو عمال حکومت کا فرض ہے کہ اپنے کردار، اخلاق، احساسِ ذمہ داری اور دیانت کے ساتھ اپنے ملک اپنی حکومت اور اپنے نظامِ کار کی عزت کو بڑھائیں مجھے اس وقت ایک پرانا واقعہ یاد آگیا۔

سنہ ۱۹۲۰ء کی تحریکِ خلافت کے سلسلے میں میرا یورپ جانا ہوا۔ وہاں ایک دفعہ انگلستان سے فرانس آنا ہوا، تو میں اسی مشرقی لباس میں ملبوس تھا۔ اگرچہ انگریزی زبان جانتا اور سمجھتا تھا۔ لیکن فرنچ زبان سے واقفیت نہیں تھی۔ اترتے ہی ساحل پر ایک کانسٹیبل نے فرنچ زبان میں کچھ کہا، میں سمجھا کہ اس نے میرے مشرقی لباس پر کچھ طنز کیا۔ چنانچہ بے سمجھے اس کا جملہ یاد رکھا۔ ہوٹل پہنچ کر اپنے ایک فرنچ رفیق سے اس جملہ کا ترجمہ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس نے مجھے اجنبی دیکھ کر خوش آمدید کہا۔ اور کہا کہ دیکھو ہمارا ملک کتنا اچھا ہے۔ میرے دل پر اس کا بڑا اثر ہوا اور یہ احساس ہوا کہ یہاں کے معمولی درجے کے لوگوں میں بھی اپنے ملک کی عزت اور مسافروں کو خوش آمدید کہنے کا کتنا جذبہ موجود ہے۔ ایک طرف یہ واقعہ ہے اور دوسری طرف ہمارے ملک کے بعض لوگوں کا حال یہ ہے کہ دوسرے ملکوں کے مسافروں

(باقی ۲۲ پر)

تعارف و تبصرہ

مجلّة الاحکامِ العدلیہ

ترجمہ: مولانا عبدالقدوس ہاشمی

قیمت -/۶۵ روپے ناشر: علماء اکیڈمی شعبہ مطبوعات محکمہ اوقاف، پنجاب لاہور

مجلۃ الاحکام العدلیہ فقہ اسلامی کے حصہ معاملات کا وہ نادر روزگار اور پہلا دفعہ وار مجموعہ ہے۔ جسے مرحوم عثمانی خلیفہ سلطان عبدالعزیز رحمہ اللہ کے حکم سے ایک سات رکنی جماعت نے مدون کیا۔ اس جماعت میں نامور فقہا و علماء اور ماہرین قانون شامل تھے۔ اور انہوں نے کمال درجہ محنت سے اسے مدون کیا۔ یہ مجموعہ سنہ ۱۹۱۸ء یعنی جب تک خلافتِ عثمانیہ خودنما دان دوستوں کی سازشوں کا شکار نہیں ہوئی۔ تک تمام ممالک محروسہ میں رائج رہا اور کئی عرب حکومتوں میں معمولی ترمیم کے ساتھ اب بھی رائج ہے۔

اِس مجلہ کو اللہ تعالےٰ نے اتنی مقبولیت عطا فرمائی کہ مختلف زبانوں میں اس کے تراجم ہوئے، مدون کرنے والے حضرات نے اسے عربی اور ترکی میں مرتب کیا تھا اور انگریزی فرانسیسی اور اردو میں مختلف لوگوں نے اس کے ترجمے کیئے۔ حتیٰ کہ اس کی متعدد شرحیں لکھی گئیں۔ جن کے مطبوعہ نسخے دنیا کی مختلف لائبریریوں اور کتب خانوں میں موجود ہیں ریاست حیدرآباد دکن جو کسی زمانہ میں مسلمانوں کے عروج کا مظہر تھی۔ اِس میں سنہ ۱۳۰۱ء میں یہ رپورٹ چھپی۔ یعنی برصغیر میں یہ پہلا نسخہ تھا۔ ریاست میں اسے قانونی درجہ تو حاصل نہ تھا۔ تاہم وکلا اور جج صاحبان امدادِ کتاب کے طور پر اِس سے کام لیتے تھے۔ وہیں کے ایک صاحبِ علم مولوی محمد سلیم صاحب نے اِس کا اردو ترجمہ کیا تھا، لیکن انہوں نے کسی درجہ حذف و اضافہ کے ساتھ کام لیا اور انہوں نے خود اس کا اِس طرح اظہار کیا کہ "جو اصل مقصود ہے اسی کا ترجمہ لیا گیا ہے اِس لیئے امر زائد متروک ہے اور جو امر مفید ہے وہ زیادہ کیا گیا ہے"

اصل کتاب کے ساتھ وہ انتہائی قابل قدر رپورٹ جو مدون کرنے والی کمیٹی نے صدر اعظم کو پیش کی تھی اسے بالکل نظر انداز کر دیا گیا، حالانکہ اس کی بڑی افادیت تھی اور اِس میں بہت اہم مسائل پر قلم اٹھایا گیا تھا۔ پاکستان میں اس سے قبل کراچی سے ایک ترجمہ شائع ہوا تھا۔ وہ اِس وقت دستیاب بھی نہیں۔ اور اس میں غلطیاں بھی بے پناہ تھیں، یاد پڑتا ہے کہ اس کا ابتدائیہ جناب شریف الدین اٹارنی جنرل پاکستان نے لکھا تھا۔ یہ تمام صورتِ حال اس بات کی متقاضی تھی کہ اِس انتہائی اہم اور ضروری کتاب کا ایسا شستہ اور شگفتہ ترجمہ سامنے آئے، جو اصل کا صحیح عکس ہو۔ اور آج کے دور میں یہ بات مزید ضروری یوں ہو جاتی ہے کہ پاکستان میں نفاذِ اسلام کا بہت شہرہ ہے اور اس سلسلے میں مختلف دوائر میں مختلف النوع کام ہو رہے ہیں، یہ کام کون کرتا! ادارے بہت ہیں لیکن ظاہری رنگ و روغن سے گذارہ چلایا جا رہا ہے اور بس، خدا بھلا کرے محکمہ اوقاف پنجاب کے اربابِ حل و عقد کا دگوان کے بہت سے معاملات سے ہمیں اختلاف ہے لیکن بھلائی کا ذکر ضروری ہے، کہ انہوں نے اِس کا بیڑا اٹھایا اور سب سے پہلے ترجمہ کے لیئے ایک ایسی شخصیت کا انتخاب کیا جو عربی کے ساتھ ساتھ ترکی زبان پر بھی پوری دسترس رکھتی ہے۔ فاضل موصوف کا نام مولانا عبدالقدوس ہاشمی ہے۔ کراچی میں قیام پذیر ہیں، علم و ثقافت سے ان کا گہرا لگاؤ ہے۔ علم واقعتہً ان پر ناز کرتا ہے۔ اور وہ علمی دنیا کی آبرو ہیں موصوف نے جس محنت، خلوص، تندہی اور جانکاہی سے ترجمہ کیا۔ اِس نے ترجمہ کو چار چاند لگا دیئے۔ گویا اردو میں ایک زندہ و تابندہ کتاب سامنے آگئی،

ڈاکٹر محمد یوسف گورایہ ڈائریکٹر علماء اکادمی نے مقدمہ لکھا کتاب کا تعارف کرایا، سیکرٹری اوقاف پنجاب خان آفتاب احمد خان نے اشاعت کے لیئے سرمایہ فراہم کیا۔ ادارہ کے ایک رکن نسیم عباسی صاحب نے کتابت، پروف ریڈنگ اور طباعت کے کام میں دن رات ایک کر کے

یہ مراحل طے کیئے، اور یوں ایک اچھی کتاب سامنے آگئی،

محکمہ اوقاف اس سے قبل کئی زندہ جاوید کتابیں چھاپ چکا ہے، اِس کتاب کی اشاعت ایک زبردست کارنامہ ہے۔ اور ہماری دعا ہے کہ محکمہ پرسکون ماحول میں علمی دنیا میں مزید ترقی کرے۔ آگے بڑھے اور ایسے نایاب ذخائر سامنے لائے جن کی قوم کو ضرورت ہے، اللہ نے محکمہ کو وسائل سے سرفراز فرمایا ہے۔ اِن وسائل کا استعمال انہی دوائر میں ہونا چاہیئے جن دوائر کے لیئے واقفین نے اپنی جائدادیں وقف کی تھیں بہرحال ہم اس گراں قدر کتاب کی اشاعت پر محکمہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور مرحوم مدونین نیز جن کے ایما پر یہ مجموعہ مدون ہوا اور مترجم موصوف کے لیئے دعاگوہ ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ ملک اِس کتاب کا زبردست خیرمقدم کرے گا۔

تصانیف
مولانا ظہر احمد قادری

مولانا ظفر احمد واہگہ کی جغرافیائی سرحد پر بیٹھ کر نظریاتی سرحدوں کا تحفظ بڑی محنت سے کر رہے ہیں۔ ان کی وساطت سے کئی بیش قیمت رسائل اِس سے پہلے آچکے اور مسلسل آتے ہی رہتے ہیں۔ زیادہ تر رسائل تبلیغ کی غرض سے ہوتے ہیں۔ اِس لیئے قیمت برائے نام ہوتی ہے، تاکہ عام لوگ انہیں حاصل کر سکیں۔ اور ارباب خیر خرید کر تقسیم کر سکیں۔ ابھی دو تازے رسالے آئے ہیں۔

وظائفِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

نام سے ظاہر ہے اِس ذات اقدس علیہ السلام کے ارشادات پر مشتمل ہے، جو ہمارا سرمایہ اور متاع ہے، مختلف مواقع پر کیا دعائیں ہوں اور مختلف اوقات میں کیا پڑھا جائے، اسوۂ رسول سے رہنمائی ہے اور خوب!

کارگزاری

ایک تبلیغی جماعت کی روداد ہے جسے حضرت مولانا محمد یوسف قدس سرہ نے تقسیم کے فوراً بعد ایسے علاقوں میں بھیجا تھا۔ جہاں اِسلام کا نام لینے والا کوئی نہ رہا تھا، اور خوف و دہشت کے مارے مسلمان اپنے کو چھپا رہے تھے، بے پناہ مصائب جھیل کر اس جماعت نے کام کیا۔ اِس پر برکات کا نزول ہوا۔

داستاں ایسی ہے کہ پڑھ کر حرارت ایمانی پیدا ہوتی ہے۔ مزید اس میں تبلیغ کے چھ نمبرات کی مختلف بزرگوں سے تشریحات منقول ہیں۔

قیمتیں واجبی ہیں۔ مکتبہ قادریہ واہگر لاہور سے حاصل کریں، بلکہ زیادہ سے زیادہ لیکر تقسیم کریں

دس ستارے

جناب صبا متھراوی کا رسالہ ہے۔ ناشر ہیں مکتبہ اردو ادب خیابان صبا اے ۴۲۸/ ڈی بلاک شمالی ناظم آباد کراچی نمبر ۳۳ قیمت -/۵ روپے

صبا صاحب کا حمد و نعت کے بعد عشرہ مبشرہ کی منقبت پر بڑا خوبصورت اور پیارا کلام ہے ساتھ ہی ان کے بعض دوسرے مجموعوں سے منتخب اشعار اور نعتیں شامل ہیں، نثر کے ساتھ نظم کا سلسلہ چلتا ہے بلکہ بسا اوقات زیادہ رنگ چھاتا ہے۔ لیکن اِس سلسلے میں پاکیزگی خیالات ہو تو سبحان اللہ، مجموعہ ایسا ہی ہے۔ صبا صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں، اِس مجموعہ کی بکثرت اشاعت اہلسنّت پر لازم ہے۔

بقیہ: اسلامی حکومت کے . . . . .

کے ساتھ نہایت بُرا برتاؤ کرتے ہیں، ان کو تنگ کرتے ہیں اور ان سے ناجائز مطالبات کرتے ہیں، جس سے ملک کی شہرت پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے زندہ اور غیّور قومیں ہمیشہ اپنے حسن کردار سے اپنے ملک وملّت کے وقار کو زندہ رکھتی ہیں۔ تنہا لیاقت علیخان لاکھ چاہیں تو ملک کے نظامِ واخلاق کو بہتر نہیں بنا سکتے۔ جب تک کہ آپ سب لوگ مل کر تمام حکام اور عمال اپنے نیک کردار اور حسن اخلاق سے اپنے فرائض کو پوری دیانت اور امانت کے ساتھ انجام نہ دیں۔ اس وقت تک ملک وملت کا مجموعی وجود کردار واخلاق سے بلند مقام پر نہیں پہنچ سکتا۔

آپ ہی کے اچھے ہونے سے حکومت اچھی ہو سکتی ہے

حقیقت میں حکومت اور ملک آپ ہیں۔ آپ اچھے ہیں تو حکومت اچھی ہے اور ملک اچھا ہے۔ اگر آپ بُرے ہیں تو حکومت بُری ہے اور ملک بُرا ہے حکومت اور ملک کو آپ چاہیں تو بدنام کریں آپ چاہیں تو نیک نام کریں۔ وصلے اللہ تعالے علے اخیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین۔

مرتب: ظہیر میر

شب و روز

۳۱ر اکتوبر بروز ہفتہ بعد نماز عشاء مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ میں بنگلور (بھارت) سے مہمان تشریف لائے۔ حکیم انور صاحب ان کے ہمراہ تھے۔ حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے رات اُن سے ملاقات کی۔ اِس محفل میں علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب بھی تشریف فرما تھے۔ مختلف امور پر رات دیر تک تبادلہ خیال ہوتا رہا۔ واپسی پر حضرتِ اقدس نے معزز مہمان کو حضرت الامام لاہوریؒ کا مترجم ومحشیٰ قرآن پاک اور انجمن کی بعض دوسری مطبوعات بھی عنایت کیں۔

لیبیا سے جناب ڈاکٹر منظور الحق صاحب بھی تشریف لائے۔ اِس سال اللہ تعالیٰ نے انہیں حج بیت اللہ کی سعادت سے سرفراز فرمایا ہے۔ ڈاکٹر صاحب جذبۂ خدمت اور خوش اخلاقی کی وجہ سے لیبیا میں گویا پاکستان کے غیر سرکاری سفیر ہیں۔ اِن کے علاوہ ڈاکٹر مستنصر صاحب اور اُن کی اہلیہ محترمہ خولہ مستنصر صاحبہ مدیرہ رسالہ حور لاہور بھی حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد حضرتِ اقدس دامت برکاتہم العالیہ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔

گوجرانوالہ سے نوجوان ساتھیوں کا ایک گروپ جن کا بیعت و اصلاح کا تعلق حضرت اقدس سے ہے اور اللہ تعالے نے ان تمام ساتھیوں کو امسال اکٹھے حج و زیارت کی سعادت نصیب فرمائی ہے۔ وہ بھی اکٹھے ہی حضرتِ اقدس سے ملاقات کیلئے تشریف لائے۔ حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے مدرسہ قاسم العلوم میں اِن تمام حضرات سے ملاقات کی پند و نصائح اور بہت سی دعاؤں سے نوازا۔

یکم نومبر بروز اتوار حضرت اقدس جامع مسجد خضراء سمن آباد میں حسب معمول مجلسِ ذِکر کے لئے تشریف لے گئے مجلسِ ذکر کے بعد حاضرین مجلس سے ایمان افروز خطاب فرمایا۔ لوگوں کے مسائل سُنے اور مختلف ہدایات دیں۔

۱۰ر نومبر بروز منگل حضرتِ اقدس تقریباً سارا دن مدرسہ قاسم العلوم میں مصروف رہے۔ منڈی بہاؤالدین سے نوجوانوں کا وفد آیا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ کچھ خواتین و حضرات بھی بیعت کے سلسلہ میں تشریف لائے۔ اِسی دن گوجرانوالہ سے نوجوان ساتھیوں کا ایک وفد بھی حضرتِ اقدس سے ملاقات کے لئے آیا۔ گوجرانوالہ کے ساتھیوں نے میاں اجمل صاحب کی گوجرانوالہ تشریف آوری کے لئے حضرتِ اقدس سے اجازت چاہی۔ حضرتِ اقدس نے بخوشی اجازت مرحمت فرمائی۔ چنانچہ پروگرام کے مطابق اگلے دن میاں اجمل قادری صاحب گوجرانوالہ تشریف لے گئے۔

۱۱ر نومبر بروز بدھ رات بعد نماز عشاء گوجرانوالہ میں جمعیت اہلسنت والجماعت حنفی دیوبندی کے زیر اہتمام پاپولر نرسری میں ایک عظیم الشان جلسہ عام منعقد ہُوا۔ جلسہ عام سے اپنی صدارتی تقریر کرتے ہوئے صاحبزادہ میاں محمد اجمل قادری صاحب نے شہادت کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ حضرت امام حسینؓ اور اہلبیت کے سلسلہ میں ہمارا عقیدہ وہی ہے جو ہمارے اکابرین حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا تھا۔ میاں صاحب نے نوجوانوں کو اعتدال کی راہ پر چلنے کی تلقین کی۔ آپ نے ساتھیوں سے کہا کہ نوجوانوں کے اعمال و عقائد درست کرنے کے لئے زیادہ محنت کیجئے تاکہ موجودہ نسل کو گمراہی کے راستے سے نکال کر صحیح راہ پر ڈالا جا سکے۔ اِس سے قبل جامع مسجد رتہ باجوہ روڈ گوجرانوالہ میں صاحبزادہ میاں محمد اجمل قادری صاحب نے مجلسِ ذکر منعقد کرائی۔ حلقۂ ذِکر میں شہر سے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اِس مسجد کے خطیب فاضل نوجوان جناب حافظ گلزار احمد آزاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ انہوں نے ان پروگراموں کو کامیاب بنانے کے لئے خاصی محنت کی۔ اللہ تعالے

انہیں جزائے خیر سے نوازے۔ جلسہ سے فراغت کے بعد جناب شیخ محمد یوسف صاحب (ماڈرن سوپ انڈسٹری) کے یہاں کھانے کا اہتمام تھا۔ جس میں شہر کے معزز علماء اور دوسرے کاروباری حضرات نے شرکت کی۔

۱۴ر نومبر بروز ہفتہ میاں محمد اجمل قادری صاحب یک روزہ پروگرام کے لئے ضلع سیالکوٹ کے مختلف مقامات پر تشریف لے گئے۔ صبح نماز فجر کے بعد حاجی بشیر احمد صاحب کی معیت میں لاہور سے گوجرانوالہ تشریف آوری ہوئی۔ ناشتہ بسم اللہ ہوٹل گوجرانوالہ میں کیا گیا۔ یہاں سے بسم اللہ ہوٹل کے مالک جناب حاجی عبدالحمید صاحب کے چھوٹے بھائی جناب عبدالرحمٰن صاحب بھی ساتھ ہو گئے۔ بذریعہ کار گوجرانوالہ سے سیدھا پسرور روانگی ہوئی۔ تقریباً بارہ بجے شاہی مسجد پسرور پہنچے۔ حضرت الشیخ لاہوریؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا مفتی بشیر احمد پسروریؒ کے خلف الرشید مولانا مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے میاں صاحب کی آمد پر خصوصی اہتمام کیا تھا۔ پسرور کے مضافات سے آئے ہوئے حضرت لاہوریؒ کے متعلقین اور دوسرے احباب بھی موجود تھے۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب نے جس والہانہ اور مخلصانہ انداز میں میاں صاحب کو خوش آمدید کہا اُسے الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ نماز ظہر کے بعد میاں محمد اجمل قادری صاحب نے حاضرین مجلس سے بڑا پُرمغز خطاب فرمایا۔ آپ نے اکلِ حلال پر زور دیا۔ اور فرمایا کہ آج ہماری اکثر عبادات اِس لئے اللہ ربّ العزّت کی بارگاہ میں شرفِ قبولیت نہیں پاتیں۔ کیونکہ ہمارا رزق حلال نہیں رہا۔ انہوں نے فرمایا یاد رکھئے حرام کی کمائی سے کھایا ہُوا کھانا تمام عبادات کو ضائع کر دیتا ہے۔ آپ نے لوگوں سے کہا کہ اپنے تعلق کو اکابرین کے ساتھ اور مضبوط کیجئے اور ان کے بنائے ہوئے راستہ پر سختی سے عمل کیجئے۔ آپ نے کہا کہ اپنے بچوں کو دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم سے بھی آراستہ کیجئے تاکہ وہ آنے والے دَور میں دین اور دُنیا دونوں کے لئے فائدہ مند ثابت ہو سکیں۔ خطاب عام کے بعد پُرتکلف ظہرانے میں شرکت ہوئی۔ اس موقع پر بہت سے معززین علماء و فضلاء اور علاقے کے کونسلر اور دوسرے ذمہ دار افراد بھی موجود تھے۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب نے میاں صاحب کو کچھ تحفے بھی دئیے۔ اُن کی عقیدت اور ادب ہمارے لئے قابلِ رشک ہے۔ وہ اپنے والدِ ماجد حضرت مولانا مفتی بشیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صحیح جانشین ہیں۔ آپ کی کوششوں سے علاقے میں بہت سے لوگوں کے عقائد و خیالات درست ہوئے ہیں۔ بہت سے لوگوں کی زندگیوں میں انقلاب رونما ہُوا ہے۔ اہل پسرور خصوصًا اور خطہ پنجاب کے لئے عمومًا حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا وجود کسی نعمت سے کم نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان بزرگوں سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے نقشِ قدم پر چلائے۔ آمین

پسرور سے سیالکوٹ روانگی ہوئی۔ سیالکوٹ آمد کا مقصد میجر اللہ دتہ صاحب مرحوم کے لواحقین سے اظہار تعزیت کرنا تھا۔ پچھلے دنوں میجر صاحب مرحوم کی اہلیہ صاحبہ بھی انتقال فرما گئی تھیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اِس نیک اور صالح گھرانے کے احسانات گنوانا مشکل ہے۔ میجر صاحب کی اہلیہ مرحومہ نے ساری عُمر خدمتِ قرآن میں صرف کر دی اور سینکڑوں بچیوں کو حفظ و ناظرہ کلام پاک پڑھایا، بہت سے دینی اور رفاہی کاموں کے علاوہ بہاولپور میں ایک بہت بڑی بلڈنگ "زینا منزل" میجر صاحب مرحوم نے انجمن خدام الدین کے مدرسۃ البنات کے اخراجات کے لئے عنایت فرما دی۔ الحمد للہ آج بھی اس کی آمدنی اسی مصرف میں خرچ ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس خاندان پر اپنی کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ میجر اللہ دتہ صاحب اور ان کی اہلیہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

میاں صاحب وہاں کچھ دیر رُکے۔ حضرت اقدس مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم العالیہ کی طرف سے تعزیت کی۔ اور میجر صاحب کے متعلقین کے لئے بہت سی دعائیں فرمائیں۔

واپسی پر جناب مولانا [illegible] قاسمی صاحب کو بھی ساتھ لے لیا۔ [illegible] کے تمام عشاء کے بعد شکرگڑھ پہنچے۔ نماز عشاء کے بعد مجلس ذکر منعقد ہوئی۔ شکرگڑھ میں چونکہ بر وقت نہ پہنچ سکے اس لئے مضافات سے آئے ہوئے بہت سے حضرات انتظار کے بعد واپس چلے گئے تھے۔ مجلس ذکر سے قبل میاں محمد اجمل قادری صاحب نے مجلسِ ذکر کا مقصد و مدعا بیان فرمایا۔ مجلسِ ذکر کے بعد محترم مولانا ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب کے ہاں کھانے میں شرکت کی۔ کھانے کے دوران گفتگو جاری رہی۔ ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب اس علاقے میں بڑے فعال بزرگ ہیں۔ اور عرصہ دراز سے شکرگڑھ میں دین مبین کے لئے مصروف عمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی صلاحیتوں کو جلا بخشے اور انہیں خوشیاں نصیب فرمائے۔ آمین

رات تقریبًا ایک بجے شکرگڑھ سے لاہور کے لئے واپسی ہوئی۔ اس پورے سفر میں جناب محترم حاجی بشیر احمد صاحب، جناب عبدالرحمٰن صاحب اور راقم جناب میاں اجمل قادری صاحب کے ہمراہ رہے۔ جن جن ساتھیوں نے اس تبلیغی سفر میں تعاون کیا اللہ تعالیٰ اُن کا خلوص قبول فرمائے۔ اور انہیں جزائے خیر سے نوازے۔ آمین

۱۹ر نومبر بروز جمعرات حسب معمول حضرتِ اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے جامع مسجد شیرانوالہ میں مجلس ذکر منعقد کرائی۔ مجلس ذکر کے بعد حاضرین سے خطاب بھی فرمایا۔ اور بعد میں رات دیر تک لوگوں کے اسباق اور مسائل سُنتے رہے اور انہیں ہدایات دیں۔

۲۰ر نومبر بروز جمعۃ المبارک حضرت اقدس نے جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب فرمایا۔ اور نماز جمعہ کے بعد مختلف لوگوں سے ملاقات کی۔ اُن کے مسائل سُنے اور اُن کی تسلّی اور تشفّی کے بعد رخصت کیا۔

ادھر مدرسۃ البنات میں مسلمان لڑکیوں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ذہنی اور دینی تربیت کے لئے ظہر کے بعد ایک خصوصی کلاس کے اجراء کی تیاریاں کی جا رہی ہیں۔ اس کلاس میں میٹرک پاس بچیوں کو داخل کیا جائے گا اور انہیں دو سال میں ایف۔اے کروانے کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم سے آراستہ کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں سلائی کڑھائی کی تربیت بھی دی جائے گی۔ فی الحال حضرت الامیر مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم العالیہ نے صرف تیس سیٹوں کی منظوری دی ہے۔ بعد میں اِس میں اضافہ کیا جا سکے گا۔

صاحبزادہ میاں اجمل صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی اس سلسلہ میں تفصیلی غور کرے گی۔ اس کمیٹی کا اجلاس عنقریب منعقد ہونے والا ہے۔ عنقریب مدرسۃ البنات کے لئے بچیوں کو لانے اور لے جانے کے لئے ایک سواری کا انتظام بھی کیا جا رہا ہے تاکہ دُور دراز سے آنے والی بچیوں کو سہولت رہے۔ اگرچہ بچیوں کی رہائش کے لئے ملک اور بیرون ملک سے درخواستیں آ رہی ہیں اور منتظمین مدرسہ کی خواہش ہے کہ وہ اس مقصد کے لئے ایک دارالاقامہ تعمیر کروائیں لیکن اتنی بڑی ذمہ داری سے فی الحال گریز کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

۶ر دسمبر مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ میں خدام الدین رضا کار تنظیم کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوگا۔

خدام الدین بنات پبلک سکول میں سالانہ یوم والدین کی تقریب کے انعقاد کی تیاریاں بھی زور و شور سے جاری ہیں۔ اِس موقع پر ایک پُروقار تقریب کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ جس میں چوٹی کے علماء کرام اور ماہرینِ تعلیم خطاب فرمائیں گے۔

۱۵ر دسمبر کو خدام الدین بنات پبلک سکول شیرانوالہ میں چھوٹے بچوں اور بچیوں کے درمیان ایک تقریری مقابلہ منعقد ہوگا۔ اس میں بچے مختلف موضوعات پر تقریری مقابلہ میں حصہ لیں گے۔ اوّل دوئم اور سوئم آنے والے بچوں اور بچیوں کو علیحدہ علیحدہ بالترتیب ۵۰۰/- روپے، ۳۰۰/- روپے اور ۲۰۰/- روپے کے انعامات دئے جائیں گے۔ ان کے علاوہ دس دوسرے انعامات بھی بالترتیب نمبر لینے والے بچوں اور بچیوں کو بطور ہمت افزائی دئے جائیں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ

ادارہ کے چیف رپورٹر

احسان الواحد

مختلف اضلاع کے دورہ پر ہیں

(ادارہ)

شادماں! اے شادماں!

۲۳ر نومبر ۱۹۸۱ء —— آزاد شیرازی —— شادمان باغ لاہور

شادماں ! اے شادماں ! اے چاند تاروں کی زمیں !
چاند تاروں ، ماہ پاروں ، گلعذاروں کی زمیں !
شاد باش و شاد زی ! اے رشکِ فردوسِ بریں !
دستِ قدرت کے نرالے شاہکاروں کی زمیں !

شاد باش و شاد زی ، اے سرزمینِ شادماں ! میں ہوں تیرے باغ میں دو چار دن کا میہماں !
باغ میں تیرے گلِ نرگس ، گلِ لالہ بھی ہے تیرے دامن میں شرابِ حسن کا پیالہ بھی ہے
چار سُو پھیلے ہوئے ہیں نونہالانِ چمن ہے کشش انگیز کیسا ان کا حسن اور بانکپن
تیرے دامن میں حسیں ہے دھوپ بھی چھاؤں بھی ہے جلوت و خلوت ہیں باہم شہر بھی گاؤں بھی ہے
پھر رہے ہیں چار سو حوریں بھی اور غلمان بھی مل گئے سارے سکونِ قلب کے سامان بھی
تیری ہر کوٹھی میں کوثر بھی ہے اور تسنیم بھی جن میں ہوتی ہے شرابِ حسن کی تقسیم بھی
خوبصورت مسجدیں بھی تیری ، میخانے بھی ہیں بادۂ گلفام سے لبریز پیمانے بھی ہیں
تیرے سائے میں میسّر ہے سکونِ دل مجھے گویا جنّت ہو گئی ہے زیست میں حاصل مجھے

کس قدر حسن آفریں ہے شادماں ! تیری زمیں
اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا بھلا خلدِ بریں

دیکھ کر تجھ کو مری پیری جواں ہونے لگی زندہ رہنے کی نہاں خواہش ، عیاں ہونے لگی
پھر مرے ہونٹوں پہ نغمے پیار کے کھلنے لگے گویا میری شاعری کو بال و پر ملنے لگے
میرا آوارہ تخیّل عرش پر جانے لگا جذبۂ آوارگی پھر دل میں لہرانے لگا
مجھ کو پھر بزمِ شراب و شعر یاد آنے لگی نوجوانی پھر مری رگ رگ میں بل کھانے لگی
میں نے جانا میں کسی کہسار کے دامن میں ہوں میں کسی پریوں کی وادی ، خواب کے گلشن میں ہوں

موت بھی ہے تیری وادی میں حیاتِ جاوداں
شادماں ! اے مطربِ رنگیں نوا ! اے شادماں !

یاد آیا میکہ میں تھا قید میں افرنگ کی دو صدی تک جس سے میرے ساتھیوں نے جنگ کی
تیری بستی تھی فرنگی جیل خانہ اُن دنوں کوٹھیوں میں تھا ہمارا بھی ٹھکانہ اُن دنوں
ہاں مگر وہ کوٹھیاں تاریک بھی تنہا بھی تھیں منفرد تھیں جیل خانے میں وہ اور یکتا بھی تھیں
ہم اسیروں کا لہو شامل ہے تیری خاک میں اس لئے تو سرخرو ہے سرزمینِ پاک میں

تیری آبادی میں شاد آباد جو انسان ہیں
زندگی کے فکر سے آزاد وہ انسان ہیں

ہاں مگر کچھ ایسے گوشے بھی ترے دامان میں ہیں جن کے اندیشوں کے نشتر سینۂ انساں میں ہیں
جھونپڑے بھی چند آئے ہیں نظر مجھ کو یہاں جن میں پوشیدہ ہیں افلاس اور غربت کے نشاں
شادماں کے پھول تو دلشاد ہیں ، خوش حال ہیں جھونپڑے لیکن مثالِ سبزۂ پامال ہیں

سرزمینِ شادماں کے سارے ایوانوں کی خیر
سب امیدوں کو مبارک ! سارے ارمانوں کی خیر

اِک گزارش ساکنانِ شادماں سے ہے مری شادماں کے زندہ دل پیر و جواں سے ہے مری
جھونپڑوں سے آپ کی نظریں ابھی تک بند ہیں جھونپڑے مخمل میں گویا ٹاٹ کے پیوند ہیں
جھونپڑے والوں کو بھی رہنے کو بنگلہ چاہیئے ان گھروندوں کو بھی اک لوہے کا جنگلہ چاہیئے
اِن گھروندوں کو بھی اپنے حسن کی خیرات دو ان کی بھی حاجت روائی ، قبلۂ حاجات ! ہو
اِن گھروندوں کو بھی کچھ احسان بخشو ، دوستو ! زندگی کے ساز اور سامان بخشو ، دوستو !
اِن گھروندوں پہ بھی چمکے زندگی کا آفتاب جھونپڑوں سے ورنہ اٹھے گی صدائے انقلاب !

دستِ قدرت پھیر نہ دے آپ کی بستی پہ بل
بدرِ آتش ہو نہ جائیں آپ کے "جنّت محل"

شادماں ! اے شادماں ! اے چاند تاروں کی زمیں چاند تاروں ، ماہ پاروں ، گلعذاروں کی زمیں !
شاد باش و شاد زی ! اے رشکِ فردوس بریں !
دستِ قدرت کے نرالے شاہکاروں کی زمیں !

بہتر نہیں ہے کوئی عبادت نماز سے

ملتی ہے قلب و روح کو عظمت نماز سے ہو کیوں نہ اہلِ دل کو محبت نماز سے
بڑھتا ہے اس سے حلقۂ معراجِ مومنین کتنا بڑا ہے فیضِ جماعت نماز سے
حی علی الفلاح کے اسرار کی قسم ظاہر ہے بندگی کی حقیقت نماز سے
آتے ہی لب پہ ربی الاعلیٰ دمِ سجود پاتا ہے عشق دل کی فضیلت نماز سے
کرتی ہے یہ وسیع نگاہوں کی وسعتیں ہوتا ہے تیز نورِ بصیرت نماز سے
آبِ وضو تقدسِ عزمِ نماز شوق مل جل کے بن گئی ہیں لطافت نماز سے
حلقہ بگوشِ سرورِ عالم رہے بیاد ہوتی ہے شاد روحِ رسالت نماز سے
تفسیر ہے یہ اشہدان لا الہ کی ثابت ہے حق کی صورتِ وحدت نماز سے
بندوں کو یہ خدا سے ملاتی ہے پنجوقت بہتر نہیں ہے کوئی عبادت نماز سے

انور ہمیشہ تم رہو وابستۂ نماز
وابستہ ہے نبی کی شریعت نماز سے

علامہ انور صابری

منظور شدہ محکمہ تعلیم
۱- لاہور ریجن بذریعہ چھٹی نمبری ۱۶۲۲۱۹ مورخہ ۲ مئی سنہ ۱۹۵۶ء ۲- پشاور ریجن بذریعہ چھٹی نمبری T.B.C. ۲۳-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر سنہ ۱۹۵۶ء
۳- کوئٹہ ریجن بذریعہ چھٹی نمبری ۹/۳۶ /۲۶۷-۲ ۹ D-D-A ۲۴ اگست ۱۹۶۳ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ نمبر ۹۰۲/ ۹ / ۴۰/ ۱۵۳۱۰ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۶۷ء

تربیتِ قضاء کا سہ ماہی نظام

۱۵ صفر سنہ ۱۴۰۲ھ سے دار العلوم کراچی ۱۴ میں شروع ہو رہا ہے

ملک میں شرعی قوانین کے نفاذ کیلئے ضروری ہے کہ تربیت یافتہ مستند قاضیوں کی ایک بڑی تعداد اس خدمت کیلئے تیار ہو، اس ضرورت کے پیشِ نظر دار العلوم کراچی میں فارغ التحصیل علماء کیلئے قضاء کی تربیت کا آغاز کیا جا رہا ہے۔ اس غرض کیلئے ملک کے اُن پختہ کار علماء اور تجربہ کار قاضی حضرات کی خدمات حاصل کی گئی ہیں جو بلوچستان کے علاقے میں سالہا سال سے قضاء کی خدمات انجام دے رہے ہیں، چنانچہ دار العلوم کے اساتذہ کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات ۱۵ صفر سنہ ۱۴۰۲ھ سے تربیتِ قضاء کا آغاز فرمائیں گے:۔

۱۔ حضرت مولانا قاضی سعد اللہ صاحب رکن مجلس شوریٰ قلات و رکن اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان۔

۲۔ حضرت مولانا قاضی محمد ہارون صاحب مینگل، (فاضل دار العلوم کراچی) و قاضی تحصیل اُتھل، بلوچستان

۳۔ جناب مولانا غلام محمد صاحب ایم اے ایل ایل بی۔ سابق قاضی و حال ایڈوکیٹ خضدار، بلوچستان

(۱) صرف اُن حضرات کی درخواستیں قابلِ قبول ہونگی جو کسی مستند دینی درسگاہ سے درجۂ عُلیا میں کامیاب ہوئے ہوں۔ اور کسی قسم کے تخصص سے فارغ ہونے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔

(۲) داخلے کے وقت امتحانِ داخلہ میں کامیابی بھی شرط ہوگی۔

(۳) تمام درخواستیں ۱۰ صفر سنہ ۱۴۰۲ھ تک دار العلوم میں پہنچ جانی ضروری ہیں۔

(۴) تربیت کے دوران زیرِ تربیت حضرات کے قیام وطعام کا انتظام دار العلوم کریگا، نیز تربیت کے دوران امتحانِ داخلہ میں اعلیٰ کامیابی حاصل کرنے والوں کو تین سو روپیہ ماہانہ وظیفہ بھی پیش کیا جائیگا۔

(۵) تربیت سے کامیابی فراغت پر دار العلوم کی طرف سے سند دی جائیگی۔

فارغ التحصیل حضرات اس نادر موقع سے فائدہ اٹھانے کیلئے درخواستیں جلد از جلد ارسال فرمادیں۔ ۱۰ صفر کے بعد داخلہ نہ مل سکیگا۔ تفصیلات کیلئے البلاغ کے اسی شمارے کا اداریہ ملاحظہ فرمائیے۔

منجانب۔ مہتمم دار العلوم کراچی ۱۴